

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام مقام کردار اور کہانی
سے تعلق رکھنے والے اداروں کے
نام فرم میں

پبلشر سلطانہ محمد

پرینٹر

مطبوعات اسلامک پبلیکیشنز

زیر اہتمام

تہاں دنیا سکول روڈ لاہور

پیشکش

عمران کی چربیوں سماعت ملاحظہ فرمائیے لیکن پروہی دشواری آپری
ہے کہ کہانی کے متعلق اپنے قلم سے کیا لکھوں اگر آپ کو پسند آئے۔ اچھی بجھے
تہاں آئے تو میں اسے اچھی یاد کرانے پر بھی روز نہیں دوں گا۔ ویسے مجھے
اس کا اندازہ بخوبی ہے کہ جو کہانیاں روادری میں لکھ دیتا ہوں۔ وہ آپ
کو عکس آسند آتی ہیں اور جن پر واقعی غصہ کرتا ہوں ان میں آپ ضرور
پہنچا سے نکالتے ہیں۔۔۔ مگر اس کا اعتراف آپ کو بھی ہے کہ میں اپنی
ہر نئی کہانی میں نیا انداز پسند کر لے کر کوشش کرتا ہوں۔ لہذا یہ کہانی بھی
آپ ایسی ہی پائیں گے۔

ایضاً صفحہ

مردوں کی ایک ٹریک رات تھی شہر پر بھر کی ہلکی سی چادر محیط تھی اور نگہ بگاتی
 ہوتی سڑکوں پر چلنے والوں کی زیادتی نہیں تھی ابھی صرف فوجی بچے تھے لیکن ایسا
 معلوم ہو رہا تھا جیسے رات ڈھل گئی ہو۔۔۔ صدر کے فٹ پاتھر پر اس وقت
 تکی رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہوتی تھی۔ قریب قریب دیران ہو چکے تھے۔ آج سڑی
 آئی ہی شدید تھی۔

ایریل ٹانٹ کلب کے سامنے والے فٹ پاتھر پر تو گویا قبرستان کا سا طالع
 تھا۔ مدتہ اس وقت تو یہاں زندگی ہی زندگی نظر آتی تھی۔ مگر ایریل ٹانٹ کلب
 اس وقت ایچے موسم میں بھی آباد تھا اور ابھی تک اکاد کا گٹیاں اس کی کپادوٹ
 میں داخل ہوتی نظر آ جاتی تھیں۔

مگر عمران کی کار کا کیا کام اسے ٹانٹ کلبوں کی تفریحات سے دلچسپی
 نہیں تھی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ شہر کے کسی اچھے ٹانٹ کلبوں کا باقاعدہ طور
 پر ممبر نہ ہو۔

کار سیدھی اسی طرف چلی گئی جہاں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ عمران نیچے اترتا۔
 اس کے جیم پر لودر کوٹ تھا اور کوٹ بیٹے کا گوشہ پیشانی پر جھکا ہوا تھا۔

کلوک روم میں آکر اس نے ادور کوٹ آمارا۔ اور فلٹ ہیٹ کوئی ٹاپ ڈالیا۔
 کلوک روم کا محافظ میرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ عمران کو پہچانتا تھا۔ حالانکہ
 عمران روزانہ کے آنے والوں میں سے نہیں تھا۔ مگر اس کے بے چارے لباس کی وجہ سے
 لوگ غوما سے یاد ہی رکھتے تھے۔ کلوک روم کے محافظ نے اس پر نظر پڑتے ہی
 اسے پہچان لیا تھا اور اسے توقع تھی کہ ادور کوٹ کے پیچھے سے کوئی سنسکرت
 قسم کا لباس ظاہر ہو کر رہی تفریح کا باعث بنے گا اگر ایسا نہیں ہو سکا اور اسی
 پر اسے میرت ہوئی تھی۔ کیوں عمران آج باقاعدہ لباس میں تھا لیکن جیسے پر
 حالت آج بھی نظر آرہی تھی۔ کلوک روم کے محافظ نے بالکل اسی انداز میں سنسکرت
 سائنس لی جیسے اسے عمران کو ڈھنگ کے لباس میں دیکھ کر صدر پہنچا ہو۔

آج عمران نے اس کی طرف دیکھ کر اپنے سر کو جنبش بھی نہیں دی تھی۔ وہ وہاں
 سے یہ حادثہ ٹینگ دل میں چلا آیا۔ یہاں آکر سٹراٹجی رہا تھا۔۔۔ اور یزین نیاہ
 آباد تھیں۔۔۔ عمران ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔

اسے دیکھ کر ایک دیرینہ سنی عرف چل پڑا تھا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا عمران
 نے آہستہ سے کہا "شوہر بیل" اور پھر دسے اپنی آواز میں بولا "سروی بہت شہرہ
 ہے میرے لئے انگاروں کا شہرت لاؤ"

"انگاروں کا شہرت" دیرینہ میرت سے دہرایا۔
 "شوہر بیل" عمران نے پھر آہستہ سے کہا "کیا تم ہرے ہو؟"
 "بہت بتر جناب" ویر ہو باہر انار میں جھکا اور ایک بالیڈ ریڈی فرج
 رخصت ہو گیا۔

عمران امتحانہ انار میں چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے
 وہ چلی بار کسی بڑی تفریح گاہ میں داخل ہوا ہو۔

کچھ دیر بعد دیر کا کافی ٹرے اٹھتے ہوئے واپس آیا۔۔۔ ٹرے میز پر رکھ دی
 گئی اور دیر چلا گیا۔ عمران نے سب سے پہلے شکر کا برتن کھسکایا اس کے پیچھے ایک تہہ
 کیا ہوا کاغذ روم تھا۔

اس نے اسے جن کاتوں رہنے دیا اور پینال میں شکو ڈالنے لگا۔ تو دیر ہی دیر
 بعد وہ کافی کے گھونٹ لیتا ہوا شکر دانی سے برآمد ہونے والی تحریر پڑھ رہا تھا۔
 "اس کی شکل دیکھنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ ہمیشہ رات ہی کرانے
 کرتے نکلتا ہے اس کے ادور کوٹ کے کاروائے ہوتے ہوئے ہیں اور فلٹ ہیٹ
 بھجالی جاتی ہے۔ وہ کبھی ڈائینگ ڈل میں نہیں دیکھا گیا۔ میں کوشش کر رہی
 ہوں کہ اسے دیکھ سکوں"

عمران نے کاغذ کو جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد باسانی انارہ لگایا جاسکتا
 تھا کہ وہ کافی پینے میں جلدی کر رہا ہے۔

کافی ختم کر کے وہ تو دیر ہی دیر بعد میٹھا میڈا شتارہ اپر اس انارہ سے اٹھا
 جیسے کوئی بات یاد آگئی ہو۔ اس نے کاغذ پر ہی کافی کی قیمت ادائی۔ اور تیزی
 سے چلتا ہوا کلوک روم میں آیا۔

محافظ نے اسے ادور کوٹ پہننے میں مدد دی۔

"آج بہت جلد تشریف لے جا رہے ہیں جناب" اس نے بڑے ادب
 سے کہا۔

"ہاں میں اپنا پس گوڈن بار کے کاؤنٹر پر چولن آیا ہوں"

۔۔۔ اور

لیکن قبل اس کے کہ وہ اٹھ کر دیر کے طر پر گھومتا۔ عمران باہر آ چکا
 تھا وہ آخری جلدی میں تھا کہ ایک آدمی سے ٹکراتے ٹکراتے پہنچ گیا۔ یہ بھی ٹیک

اسی وقت کوکھ روم میں داخل ہوا تھا جب عمران نے باہر جانے کے لئے سہانہ
 بھڑکتا۔

یہی شاید اس آئے والے نے عراق کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ ورنہ دونوں میں ہمیں
مما بھارت ہو جاتی۔ کیونکہ یہ آئے والے تھکڑے سراغ رسانی کا پسرخند نہٹ کیپٹن فریٹس
تھا۔

عزیز نے کارنامہ سٹاک کی اور سے نیر فاری سے اگلے چار ماہ کے شیڈیون
بوتھنگ لایا۔ چار ماہ پر اب ٹریڈنگ کا فیصلہ ہی موجود نہیں تھا۔ دیرزدہ سے
فلپینجز پر کارروائی کے مسئلہ میں ضرور ٹکٹا۔ مگر عزیزانِ بدلی میں فتادہ کار
سے تڑکے شیڈیون بوتھم گس گیا۔

پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ بیک ذریعہ کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

دوسری طرف سے جواب دے کر اس کے کہا۔ ایک زیرو اور ایل ٹاٹ
کلیں جن کی کل تین یا س پر نظر رکھنی ہے۔ فوراً پہنچ جاؤ۔
”بہت بہتر خواب ہے“

بہت بہتر خواب :

”میرا خیال ہے کہ وہ ٹپ ٹاپ سے علاوہ اور کسی ناٹ کب میں نہیں جاتا۔“

”جی ہاں! وہ اکثر ٹپ ٹاپ ہی میں تفراتے ہیں“

”اچھی بات ہے اب میں بیسٹم سے رپورٹوں کروں گا۔“

عمران سلسلہ منقطع کرتے باہر آیا اور چیراں کی کار اسی رفتار سے دوڑنے لگا۔

لی سرودی خراج پو پچھ رہی تھی۔ ایسٹرنک پر اٹھ بچے ہوئے سے معلوم ہوا ہے۔

مگر اس نے ڈھیل مگر وہی امجد بال الحجا کہ پیشانی پر گرامیے پھر کا رستہ آ رہا ہے۔

اب وہ ایک گشتیا قسیم کا لنگھا نظر آ رہا تھا۔ اس نے کلاس کے دروازے پر مقل کر

دینے اور کی ہے یا

کہ اسلم ہو گئی تھی۔

مگر ان کے دم میں ایک جھپٹا ہے کہ ان کے دل میں ایک جھپٹا ہے۔

۱۱۔ کہ اس مقام کے لئے اٹھے۔ وہ ہی تمہارا حقیقی تھے اسی کے لئے ہیں۔ لیکن:

حقیقت تھی کہ کوئی اس کی طرف متوجہ تک نہیں ہوا تھا۔

وہ ایک مینر پر جم گیا۔ اس کی حالت سے یہی معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی

بساط سے زیادہ پی گیا ہو۔ پتلیں جبکی آ رہی تھیں اور آنکھیں بالکل سرخ تھیں

اور وہ نیچے بیٹھے چھکولے سے لے

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ كِتَابًا كَبِيرًا

ہی ہی ہی ہی! عمران اس کے پرے سے سانس لے رہا تھا۔

کے سامنے ہے

”دوستی۔ جو کہیں نہیں ملتی۔۔ کہیں نہیں پیار ہے۔۔ تم میرے بڑے

بھائی ہو۔ اچھا ہو کہ نہیں ہے۔ . . لاؤ وہی لاؤ جو کہیں نہیں ملے۔

”ارے کھکو۔۔ یہاں اسکا بیج دسکا بیج نہیں ملے گی۔ رم لاؤں۔۔“

جو آدمی عمران کا رُور لینے آیا تھا وہ دونوں کو لگ کر لے گیا۔ لیکن ہال میں بیٹے
 ہوئے لگ صرف تھمتے لگا رہے تھے۔ ان میں سے ایک ہی نہیں اٹھا۔
 ویسے شراب خانے کے دو ملازم غنیمت سے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہے
 تھے۔ غالباً وہ اس گھاٹ میں تھے کہ ان دونوں شرابیوں کو اٹھا کر باہر نٹ پاتھ
 پر پھینک دیں۔ یہاں دنگا فاد کرنے والوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا جاتا تھا۔
 لیکن ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی دونوں لگ کر ہو گئے تھے۔
 "نکل جاؤ۔۔۔ ان میں سے ایک نے دونوں کی گردنیں دوڑتے ہوئے کہا۔
 عمران پرستور نشے میں مجھوم رہا تھا۔ اس نے بے بسی سے کہا جاتے ہیں یا۔
 اب کبھی ایسی بری بگ نہیں آئیں گے، وہ اپنی گردن چھوڑا کر نٹ پاتھ پر آکر آیا۔
 لیکن دوسرا شرابی ان غنڈوں سے الجھ پڑا تھا۔
 عمران کچھ دوڑنا نہ سہیا، شرابیوں کی طرح مجھوم مجھوم کر چلتا رہا۔ پھر اس نے
 ایک گلی میں ٹھکرا کر اپنی زندہ تیر کر دی۔
 ایک پارکر سے وہ دوسری طرف آیا۔ ویسے وہ اس گلی سے گزرتے وقت ٹھٹھ
 کچے پیچھے دیکھا رہا تھا کہ کہیں تعاقب تو نہیں ہو رہا۔
 دوسری طرف پر پہنچ کر وہ ایک سبلی کے کھمبے سے نہچے سرک گیا، اور اپنی
 مٹی کھولی اس میں ایک ٹاٹا سا کاغذ تھا۔ اس نے بڑی تیزی سے کاغذ کو
 پیلا دیا اور اس کی فھر بہ کر پڑھنے لگا۔

وہ اس وقت شراب خانے کے اوپر والے فلیٹ میں
 موجود ہے۔ آج میں اس کی شکل دیکھنے میں کامیاب
 ہو گیا ہوں۔ لیکن آنکھیں نہیں دیکھ سکا کیونکہ آنکھوں
 پر پردہ کر پالش والے مشینوں کی فلیٹ تھی۔ اس کے

چہرے پر لنگ جادو کی فلوٹ ٹاپ کی سیاہ داڑھی ہے
 شراب خانے کے اوپر والے فلیٹ میں پندرہ دن قبل
 ایک بوڑھی عورت منہ پارس رہتی تھی وہ اسے خالی
 ٹوکے چلی گئی تھی۔ اب ایک منہ سے پھر اس میں یہ
 پراسرار کونہ وار آگیا ہے۔ وہ عموماً رات اسی فلیٹ میں
 گزارتا ہے اور دن بھر غائب رہتا ہے گا

عمران نے پرے کو بیب میں ڈال لیا اور اسی گلی کی طرف چل پڑا جہاں
 اپنی کار چھوڑی تھی۔ اس کی رفتار تیزی تیزی اور وہ اپنے بال پیشانی سے ٹھکرا کر کھچے
 کی طرف اٹھا جا رہا تھا بلکہ کے قریب پہنچ کر اس نے سب سے پہلے باقاعدہ طور
 پر بالوں میں گنگنا کیا اور کوٹ نکال کر چننا ٹائی کی گرہ درست کی۔

اسے پھر اسی شراب خانے کی طرف جانا تھا جہاں کچھ دیر پہلے ایک شرابی
 اس سے الجھ پڑا تھا۔

شائد وہ اسی کاکڑی آدمی تھا جس نے اسی طرح اسے ایک اہم اطلاع
 دی تھی۔

وہ کھد میں میپ گلیا اور کچھ گلی سے ٹھکرا کر پھسل آئی لیکن اب عمران کے
 چہرے پر خوشیوں کا جی اضافہ ہو گیا تھا۔ ویسے یہ سب انہیں ایسی قیں کو قریب سے
 دیکھنے والے ان کے نقلی ہونے کا اندازہ آسانی لگا سکتے تھے اور عمران بھی اس
 کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا تھا کہ شراب خانے کے اندر بیٹھنے والے اسے
 دور ہی سے دیکھ کر پہچان نہ سکیں۔

اس کی اس خواہش کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا تھا کہ بالائی منزل
 کے زینوں پر قدم رکھتے ہی اس نے سبھی نکال کر بیب میں ڈال لی تھیں۔

کار اس نے شراب خانے کے سامنے ہی کھڑی کی تھی اور اب زینے طے کرتا ہوا اوپر جا رہا تھا۔

یہاں ایک لائن میں پانچ یا چھ ٹیلیٹ تھے اور ان کے سامنے ایک ٹریل بالکنی تھی۔ وہ ٹیلیٹ شراب خانے کے اوپر والے ٹیلیٹ کے سامنے رکا۔

دروازہ بند تھا۔ عمران نے ایشیسی نظر چاروں طرف ڈالی اور آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دینے لگا۔ پتر نہیں کیوں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے دستک کی آواز پر اندر سناٹا بچھا گیا ہو۔ حالانکہ پہلے بھی اس نے اندر کی قسم کی آواز نہیں سنی تھی یہ تو اس کی محض حس تھی جس نے اندر ایک سے زیادہ آدمیوں کی موجودگی کا یقین دلایا تھا۔

کچھ دیر بعد اندر سے تینوں کی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا۔ عمران کے سامنے ایک ٹریل نمائند آدمی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر سیاہ اور کھلی داڑھی تھی اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی ٹینک تھی۔

”اوہ۔ کیا سنیاریس موجود ہیں؟“ عمران نے لیٹے لیٹے پوچھا جیسے اسے وہاں اس داڑھی والے کو دیکھ کر حیرت ہوئی ہو۔

”جی نہیں، بہت شراکت سے جواب دیا گیا۔“ وہ پتر نہیں کہ یہ ٹیلیٹ خالی کر چکی ہیں۔ میں نیا کرایہ دار ہوں۔“

”تب تو۔۔۔ میں سمجھتے تھی کہ معافی چاہتا ہوں۔“ عمران نے بولکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔“ داڑھی والے نے کہا اور دروازہ ایک زوردار آواز کے ساتھ بند ہو گیا۔

عمران اپنا دامن گال کھینچتا ہوا زینوں کی طرف واپس لوٹا۔ اس بار اس نے

موجھیں لگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ اس کی پشت شراب خانے کی طرف تھی۔

کار فرارے جرقہ ہوئی آگے بڑھ گئی۔

۔۔۔۔

دفعاً عمران کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور کہیں فیاض نے برا سامنے بنا کر اس کی اس بدنامی و طواغیت شاہین لیکن عمران بھونکتا ہی رہا۔ یہ سلسلہ تو اس وقت ختم ہوا جب سلیمان چائے کی طرح لایا۔ چائے کے دو سان میں عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ کچھ دنوں پہلے کہہ بات پر وہ دنوں میں بھگدا ہو گیا تھا لہذا دل چاہی ہی باقی نہیں رہی تھی ویسے یہ ادب بات ہے کہ وہ چلتے کہیں ملاقات ہو جائے پر عمران نے اسے پیش کرنے کی کوشش ضرور کی ہو۔

”میں یہ کہنے آیا ہوں کہ تم جلد از جلد خلیفہ خالی کر دو میرے ایک عزیز کو ضرورت ہے۔ فیاض نے چائے ختم کو کے ہنٹوں کو رد مال سے خشک کرتے ہوئے کہا۔ قندارے ایک عزیز کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ عمران نے تیز آواز پر پوچھا۔ ”خلیفہ کی تم کو کسے یہ خلیفہ کچھ دنوں کے لئے وہاں پر لیا تھا۔“ اب تک کچھ ہی دنوں کے دورہ پر میں اس میں نظر آ رہا ہوں۔“

”بس اب اسے خالی کر دو۔“

”مگر ابھی کچھ دنوں پر سے کہاں ہوتے ہیں؟“

”وہ تو کبھی پوسے نہیں گئے۔ فیاض کو فتنہ آ گیا۔“
”تب پر مجبور ہی ہے؟“ عمران سر ہلکے خٹکے لیے میں بولا۔ ”اللہ کی مرضی میں کس کو دخل ہے؟“

”عمران میں بہت بری طرح پیش آؤں گا؟“
”اگر ابھی طرح پیش آؤ تو کیا ہرج ہے؟“
”میں رحمان صاحب سے اجازت لے چکا ہوں۔“
”کس بات کی؟“

”یہی کہ جس طرح تمہیں یہاں سے نکال سکوں نکال دوں۔“
”قرب قیامت کی دلیل ہے؟“ عمران ٹھنڈی ماس کے کھڑک بولا۔ ”باب پیدا ہوتے ہی لوگوں کی باری کر کے نہیں گئے؟“

”میں تمہیں صرف تین دن کا نوٹس دے رہا ہوں۔“
”میں مایوسی آؤں گا نوٹس ہی نہیں لیتا۔ کیا فائدہ اپنا دل خراب کرنے سے؟“
”تمہیں خالی کرنا پڑے گا۔ فیاض مزید پر گھونٹا مارتا ہوا بولا۔

”تم اپنا اصل مقصد بیان کرو۔ اور مزید پراتنے زور سے گھونٹے نہ مارو کہ تمہارے گھونٹے کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔“

”آغاہ آؤ تم جیتے ہو کہ میں کسی معاملہ میں تمہاری مدد کا خواہاں ہوں؟“
”حالات ایسے ہی ہیں کہ میں مجھے پر مجبور ہوں۔“
”کیسے حالات؟“

”کیا میں پھر کہنے کی طرح ہو کر شروع کر دوں؟“

”راہ۔“ فیاض اسے معنی خیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ ”کیا مطلب؟“
”مطلب اسی عورت سے پوچھو جو تمہیں پچھلے رات رو کر لہر کر رہی تھی۔“

"تم کیا خانو؟ فیاض کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"تم کسی بندہ گھر سے میں نہیں تھے بلکہ ایریل ناٹ کلب میں تھے۔"

"مگر تم تو ہمیں نہیں نظر آتے تھے؟"

"میرا ایسی راہیات جگہوں پر کیا کام؟ عمران نے کہا۔

"کسی کی ٹوہ میں رہنا بڑی بات ہے۔"

"آہ۔ یہ جملہ اس آدمی کی زبان سے سن رہا ہوں جو دوسروں کی ٹوہ میں رہنے

والوں کا پس منظر بن رہا ہے۔ فیاض کہیں نہیں گھاس تو ہمیں کھا گئی۔"

"وہ ایک مظلوم عورت تھی۔"

"اور شراب کھانے میں کڑوں کی طرح بھونک رہی تھی۔"

"وہ پلے ہی سے پتے ہوئے تھی میں نے نہیں پلائی تھی۔"

"تم کیا پلاؤ گے؟ تم کو کبھی... اور کبھی بھی جس سے مگر تم اسے مظلوم کہیں

کہہ رہے ہو۔ ہو سکتا ہے اس کی داستان حسن نشے کی جھونک رہی ہو۔"

"نہیں مجھے ملے ہو کہ... شہاب فکری کو کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے۔"

"... اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔"

"شہاب فکری سے اس عورت کا کیا تعلق ہے؟"

"وہ اس کی دوست ہے۔"

"اور تمہیں مجھ کو راز رسانی کے پس منظر بننے کی حیثیت سے جانتی ہے؟"

"ہاں، ہم پرانے دشمن ہیں۔"

"تو تمہیں اس عورت سے وہ داستان کیوں سنائی تھی؟"

"ارے جی نہیں سہی، فیاض اتنا اٹھا کر لولا۔ میں یہاں اس لئے نہیں آیا

تھا تم بتاؤ کہ فلیٹ کب خالی کر رہے ہو؟"

"تم ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنسنے والے ہو فیاض۔ اس لئے اگر مجھے

چھوڑاؤ کہ تو مقرر ہے۔"

"تم اس کی پروا مت کرو مصیبت میں پھنسنے کے باوجود بھی میں تم سے فلیٹ

خالی کر کے رہوں گا۔"

"تمہارے دوستے بھی نہیں خالی کر سکتے تم جیسے لوگوں کے لئے میں قانون

کا منہ بھی نہیں دیکھوں گا۔"

"میں راج کرتا ہوں ہمیشہ رحمان صاحب کا خیال مجھے باز رکھتا ہے۔ ورنہ

تم اس شہر میں نہ دکھائی دو۔"

"اور مجھے تمہاری بیوی کی بیوگی کا خیال کھانے کو دہرا رہا ہے۔"

"میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تم تین دن کے بعد اس فلیٹ میں نظر نہ آؤ گے۔"

"اسی صورت میں جب تم دیکھنے ہی سے مضطر ہو جاؤ۔"

"اچھی بات ہے۔ فیاض اٹھتا ہوا بولا۔ تم دیکھ ہی لو گے۔"

"نہیں میں اپنی آنکھیں بند کر لوں گا۔"

فیاض پر ہنستا ہوا چلا گیا۔

عمران کے ہاتھوں پر خنجر سی مسکاٹھ تھی کچھ دیر بعد اٹھ کر وہ دوسرے

گھر سے میں آیا۔ جہاں پاریش فون تھا۔ اس نے بلیک نیر وکس فیرڈ ایل کتے

دھری طرف سے جواب ملنے میں دیر نہیں لگی۔

"ایکس ٹو" اس نے مارتھ پیس میں کہا۔

"میں صبر" وہ دھری طرف سے آواز آئی۔

"بھول دات ایریل میں جڑوا کی کپڑاں فیاض کے ساتھ تھی اس کے تعلق نہ

اطلاعات دیکھا رہی؟"

"بیکہ اجماع تقرر ہے جناب کہ وہ نشے میں قطعی نہیں تھی۔"
 "مگر تم اپنے بیان کی تردید کر رہے ہو۔"
 "جی ہاں پچھلی رات اس نے یہی ٹھہر کیا تھا کہ وہ نشے میں ہے۔ لیکن وہ
 شراب پی چکی ہی نہیں ہے۔"
 "یہ کیسے کہا جاسکتا ہے؟"
 "میں نے اس کے قریبی دوستوں سے معلوم کیا ہے۔"
 "غیر اور کچھ؟"
 "پاکل کتوں کا تذکرہ اس کا محبوب شہد ہے۔"
 "میں نہیں سمجھا۔"
 "وہ جہاں بھی میٹھی ہے پاکل کتوں کا تذکرہ ضرور چھڑتی ہے۔"
 "تذکرے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟"
 "شہاب نکری کی حالت پر انھوں نے ہرگز نہ... اس کے لئے رونا اور
 سسکیاں لینا۔"
 "تذکرہ شہاب کی جگہ ہے؟"
 "میر تقی کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اس کی محبوب ہے۔ یادہ اس کا محبوب ہے۔"
 "کتوں کے تذکرے کے سلسلے میں اور کیا کہتی ہے؟"
 "میں نے اس پر حیرت ہے کہ شہاب نکری ہیئت اپنے ایک ہار سیاسی میسٹر
 پاکل کتوں کا شکار ہر گز نہیں اور وہ سیاسی لیڈر ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھتے
 ہیں پارٹی میں وہ ہے جو اس پارٹی کے طریق پر ہر برسرِ اقتدار پارٹی کو انتخابات میں
 شکست دے دے گی۔"

"گڑ۔" عمران سر ہٹا کر بولا۔ غالباً پچھلی رات وہ فیاض کو بھی یہی سمجھانے کی
 کوشش کر رہی تھی۔
 "جی ہاں مگر فیاض صاحب اس کے مافی الضمیر سے واقف نہیں ہو سکے
 کیونکہ وہ خود کھٹے میں پانز گری تھی۔"
 "خیر ان چاروں لیڈروں کے بارے میں کیا خبر ہے؟"
 "ان کا ذہنی توازن اب جی ٹیک نہیں ہو سکتا۔"
 "اس کے علاوہ پاکل کتوں کے بارے میں اور کوئی رپورٹ؟"
 "نہیں جناب۔ مگر یہ خیال ہے کہ شہر میں اس قسم کی اور بھی وارداتیں ہوتی
 ہوں گی چونکہ وہ شہر ریاستی لیڈر ہیں اس لئے ان کا معاملہ شہرت پا گیا۔"
 "تمہارا خیال درست ہی ہو سکتا ہے۔ اچھا اس سلسلے میں کوئی ایسا لکین تلاش
 کرو جو کسی عام آدمی کا ہو۔"
 "میں کوشش کروں گا جناب۔"
 "نہیں۔ شہر و سب سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ آج فیاض کے قدم
 ایرل میں نہ بچنے پائیں۔"
 "میں کوشش کروں گا جناب۔"
 "تجذد وہ ایرل تک پہنچے ہی نہ پاتے تو بہتر ہے۔"
 "یہ فیڈا آسان ہو گا جناب۔"
 "مجھے یقین ہے۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔
 اس کے بعد پھر وہ نشست کے کمرے میں واپس آ گیا۔
 لیکن دس منٹ جی "میں گندے تھے کہ نشست کے کمرے والے فون کی
 گھنٹی بجی۔"

”ہیلو“ عمران ریسورٹ شاہکار مارتھ میں دھاڑا۔

”آہستہ آہستہ لوگوں کی لائق غروب ہو جانے“ دوسری طرف سے کیپٹن فیاض کی آواز آئی۔

”قتلہاری بلا سے تم کون ہو؟“

”فیاض“

”کیا ہے؟“

”میں تمہیں ایک ماہ کی مہلت دے سکتا ہوں۔“

”مگر میں کل ہی ٹھیکٹ خالی کر رہا ہوں“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ جلد ہی بھی نہیں ہے۔“

”کچھ بھی ہو میں نہیں دیکھ سکتا کہ تمہارے عزیز حُرکوں پر ڈوبے ڈالتے پھریں۔“

”میں پھر آرام ہوں نہ بانی گنگو گروں گا“ فیاض نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

عمران کے ہونٹوں پر غصیلے سی سکا بٹ نظر آئی اور وہ آرام کر رہی میں گر کر جوہنم کا پکیٹ چاٹنے لگا۔

فیاض نے دلوں پہنچنے میں دیر نہیں لگائی۔ شاید اس نے کہیں قریب سے ہی فون کیا تھا۔

عمران لا پرواہی سے آرام کر رہی میں پڑا۔

”ہام“ فیاض بیٹھا ہوا مسکایا۔ ”تم جسے خدا ترس بن رہے ہو آج کل یعنی یہ ٹھیکٹ کل ہی خالی کر دے گا۔“

”ہپ“

فیاض بخنے لگا لیکن اس منہ میں کھوکھلا پن تھا۔

”میں جانتا ہوں کہ تم یہ ٹھیکٹ کیوں خالی کرنا چاہتے ہو؟“ عمران نے کہا۔

”کیا جانتے ہو؟“

”یہی کہ شہاب بخری کی جیسرہ... مجذوبہ... کیلکٹے میں اسے...“

”کچھ بھی کہتے ہوں۔ لیکن اس نے جو کچھ بھی کہا ہے قابل غور ہے۔“ فیاض

بول پڑا۔

”لیکن فیاض صاحب وہ نقشے میں نہیں تھی؟“ عمران بولا۔

”کیا بات کرتے ہو۔ اس کے منہ سے برا ہی تھی۔“

”غیر حلقہ تسلیم کر لیا لیکن وہ تم سے کیا چاہتی ہے۔ دو کیوں رہی تھی؟“

”بات یہ ہے کہ وہ شہاب کو جید چاہتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ان سب حرکتوں کے ذریعہ وہ ٹاکس ہیں جو موجودہ برسرِ اقتدار پارٹی ہی کو برسرِ اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں۔“

”یعنی ان پائل کٹوں کا تعلق برسرِ اقتدار پارٹی سے ہے؟“ عمران نے کہا۔

”خالیادہ مجھے یہ یاد کرنا چاہتی تھی۔ مگر سادہ ہی وہ یہ بھی کہ یہی تھی کہ

اس قسم کی کوئی سازش کسی دیسی آدمی کے لبں کا رنگ نہیں ہے۔ اس میں کسی

دروازہ ہی طاقت کا مادہ ہو سکتا ہے۔ مگر تم خود سوچو... کیا وہ پائل کٹے

صرف سیاسی لیڈروں ہی کو پہچانتے ہیں؟“

”کیا ان چاروں کے علاوہ اچھی ٹاک اور کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا...“

”میرے علم میں تو نہیں ہوا۔“ فیاض بولا۔

”کیا تم نے علاوہ اسے کسی کو شش کی تھی؟“ عمران نے پوچھا۔

”نصوحیت سے اس فکر میں ہیں۔“

”اچھا تھا اُن کا کیا نظریہ ہے“

”ہم سوچتا ہوں کہ... اس میں صداقت بھی ہو سکتی ہے... تم اسے اتفاق کیسے کہو گے۔ ایک نہیں بلکہ چار ریڈ ران پاگل کتوں کے ہنسنا۔ ہنسے ہیں۔ اند پاروں ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور پارٹی میں وہ ہے۔ جو اتنے دلہنے انتخاب میں سو فیصدی کامیابی حاصل کرے گی“

”اُلو تو میں ہیں یہ سمجھو کہ اب تم ہر سرائے پر پارٹی کے خلاف تحریکات شروع کر دو گے“

”بیب... بات... تو سنو یہ فیاض یہ کہنا یہ مطلب یہ ہے کہ میں اس مسئلے میں تھلا خیال معلوم کرنا چاہتا ہوں اور یہ تو اب مجھے معلوم ہی ہو گیا ہے کہ تم پہلے ہی سے اس کے پیچھے ہیں تھے“

”عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور درناک آواز میں بولا۔ تم غلط مجھے سوچو... مجھے آج یہ معلوم کر کے بچہ صدمہ ہوا ہے کہ وہ لڑکی جس سے مجھے وہ ہو گئی تھی... دراصل نہاب شکر ہی... اور... نہاب شکر ہی سے وہ کر لی ہے“

”تم گھسے ہو تمہیں کسی سے وہ ہو ہی نہیں سکتی۔ تمہارے سینے میں دلیا دل نہیں ہے“ فیاض ہنسنے لگا۔

”خیر۔ سو فیاض۔ میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم کیا چاہتے ہو“

”مجھے بتاؤ کہ میں اس مسئلے میں کیا کروں“

”ممبر کرو۔ عمران نے پھر ٹھنڈی سانس لی اور آہستہ سے بولا۔ فرض کرو۔ یہ حقیقت بھی ہوئی تو سب سے پہلے تمہیں ہر سرائے پر پارٹی کے خلاف

تحریک شروع کرو۔

”سنو تو سہی دنیا میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا تعلق ہر سرائے پر پارٹی سے نہ ہو“

”پھر“

”میں تمہیں ہی کے خیال سے متعلق ہوں۔ فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”یعنی ہو سکتا ہے کہ کوئی بیرونی طاقت اس کی ذمہ دار ہو۔ وہ اس پارٹی کا اتحاد پسند نہ کرتی ہو“

”اؤ نہ ختم ہی کرو۔ دلیی تمہارے کیا نام لیا تھا۔ ہاتھ مجھے تو اس فیصلہ کن کام میں ہی نہیں معلوم تھا“

”فلیڈ“ فیاض اسے گھورتا ہوا بڑبڑایا۔ ”تم کیا کہہ رہے ہو“

”اؤ ہوا... تو کچھ اور کہتے ہوں گے“ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میری تو خیریں حلال ہو گئیں۔ اسے نام بتاؤ اس کا“

”نہیہ“

”آؤ... کیا نام ہے... بنے ہوئے قیے کا مزہ اُگیا“ عمران مسی نہیں سے بچ کر طرح نہ جھلنے لگا۔

”تم نہیں بتاؤ گے مجھے“

”کیا بتاؤں۔ ٹھیک سو پر نفی“

”مجھے اس مسئلے میں کیا کرنا چاہیے“

”فی الحال تمہارے ایک چہنچہاں ہی غزل کچھ پیچھا اور انتظار کرو کہ وہ کیا جواب دیتی ہے۔ اگر وہ کھو دے کہ جناب بھائی صاحب سب خیریت ہے تو سونیدک اسے اپنی بھی خیریت سمجھو“

”غضوں بھراس مت کرو۔ مجھے اس لڑکی پر رحم آتا ہے۔“
 ”مگر اپنی بیوی پر رحم نہیں آتا۔۔۔ ۱۰۱۰۔۔۔“ بیکر اب وہ لڑکی کسساں
 رہی ہے، اگر تم لڑکیوں کے والدین پر رحم کیا کرو سو فیاض تو خدا بھی خوش
 ہوگا۔

”تمہاری ایسی کتنی فیاض جھپٹا کر اٹھ گیا۔“

”کیا اب پرنسٹ خالی کرنا پڑے گا۔“ عمران نے بلجی سے پوچھا۔
 ”نہیں اب شاید تمہیں یہ شہری چھوڑنا پڑے۔ تم سرکاری کاموں میں مائل
 ہوتے ہو۔“

”مجھے علم نہیں تھا کہ تم پھلی ات سرکاری محکمہ میں تھے، ورنہ سرکار کے لئے
 رو رہی تھی۔۔۔ اچھا سو فیاض۔۔۔ ہاں۔۔۔“

”میں نہیں جاؤں گا،“ فیاض پھر بڑھ گیا۔

”میں جانتا ہوں کہ اب مجھے اس نیٹ میں ایک تیرہ ماہ تاہم کرنا پڑے گا۔
 عمران مڑا کر بولا۔

”میں تمہارے خلاف تہین سے ایک رپورٹ درج کروا دوں گا۔“

”وہ رپورٹ کیا ہوگی۔ سو فیاض۔“

”یہی کہ تم اس کا کتاب کتے ہو۔“

”اے سرگیا،“ عمران غنزدہ کی آواز میں بولا

”اور پھر تم سے بچھوں گا کہ آج کل کن بھانوں میں رہتے ہو۔“

”نہیں خدا کے لئے ایسا کرتا۔“

”خدا دروازے پر کسی نے دستک دی اور عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

”آ جاؤ۔ اس نے ہنہ آواز میں کہا۔“

دروازہ کھلا اور فیاض بھا بھارہ گیا۔ آنے والی ایک دروازہ درست منہ
 لڑکی تھی۔ اس کے بال جوڑے اور گونجریا لے تھے لیکن انہیں سیٹ کر بانہ عانی نہیں
 گیا تھا۔ بلکہ وہ اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ لڑکی بھی فیاض کو دیکھ کر تیز
 نظر نہ لگی تھی

”اوہ۔۔۔ کیپٹن۔۔۔“ لڑکی کے منوں پر ایک جھپٹکتی ہوئی سکواٹ تھی
 ”تو یہاں کیسے؟“ فیاض اٹھا ہوا بولا۔

”عمران! تمہارا زمانہ میں کبھی فیاض کی طرف دیکھتے گئے تھے اور کبھی لڑکی کی
 طرف۔“

”مجھے اطلاع ملی تھی“ لڑکی اپنے نچلے حوٹ پر زبان پھیر کر بولی کہ آپ
 یہاں ہیں۔“

پھر اس کی نظر عمران پر پڑی اور وہ شہ گئی۔ عمران کا نہ کھل ہوا تھا وہ
 ایک پارہ شینے سے سے اندر نہیں جھپٹا اور پھر سکواٹ گیا۔ اس وقت وہ ستر پایا عزت
 بنا ہوا تھا۔

”اوپر۔ تو آؤ جلیں۔“ فیاض لڑکی کا ہاتھ بکڑ کر دروازے کی طرف پڑتا
 ہوا بولا۔ عمران خاموش بیٹھا۔ لڑکی مڑو کر اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔

۔۔۔۔

کہا۔ دیر ہو تا ہذا انداز میں سر ہٹا کر چلا گیا۔

لوہی کو کسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔
کچھ دیر بعد دیر پورٹ کی ایک توہل اور چھوٹا سا گلاس ٹرے میں رکھ لایا۔
تیرہ سے دوگ اسے گھر درجے تھے۔ مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہاں
کسی سے بھی اس کی شناسائی نہ ہو اگر یہاں اس کے جانتے والے بھی موجود ہوتے
تو وہ اپنی میز پر تھنا نہ ہوتے۔

عمران اس وقت اپنی میز سے اٹھا جب وہ پورٹ کا گلاس ختم کر کے
اپنے برنٹ ردال سے خشک کر رہی تھی۔

وہ میدان اس کی میر کی طرف چلا گیا۔ پہلے تو تینہ اسے دیکھ کر جھجک پڑی
مگر پھر بڑے دلاویز انداز میں مسکرائی۔

”میرا خیال ہے کہ میں نے آج ہی آپ کو دیکھی تھی“ اس نے پکپکاتی ہنسی
آواز میں کہا۔ ”تشریف رکھتے جناب“

عمران بیٹھ گیا۔

”کیا آپ ہی سٹر عمران ہیں؟“ تینہ نے پوچھا۔

”ہج۔ جی ہاں۔۔۔“ عمران نے کہا۔ اور اس انداز میں اپنے تنگ

ہنٹوں پر زبان پھیرنے لگا جیسے وہ اس لوہی سے بدمعاش ہو گیا ہو۔

”مجھے یڈی تحریر نے آپ کے“ یہاں تھا؟

”ات۔۔۔ فو۔۔۔ بیڈی تم“ عمران کچھ اور زیادہ بدعاش

ہو کر بولا۔ ”ان سے کہہ دیجئے گا“ میں بھولا نہیں ہوں۔ ان کا قرض ادا

کر دوں گا۔ بات یہ ہے۔۔۔ ۱۰۰۔۔۔ ۱۰۰۔۔۔“

اسی بات کو اریل، مائیکل کب کی تیرہویں میز پر عمران توہی دیکھ کے رہا
اور پیرنگے پڑھ گیا۔ میز خالی تھی اور اس پر ریوٹیشن کارڈ پڑا ہوا تھا۔ ٹیکہ زبرد
کی جیم پہنچاتی ہوئی اطلاع کے مطابق یہ تیرہ تینہ کے لئے مخصوص تھی۔ پچھلی رات
یہی اس نے اسے اسی میز پر دیکھا تھا۔

عمران ایک ایسی ہی میز پر بیٹھ گیا جہاں کسی کے لئے مخصوص نہیں تھی۔ اسے تینہ کی
آہ کا انتظار تھا۔ تینہ جیسے وہ اپنی دانست میں صرف تیرہ نمبر کی میز کے توسط سے
پہچان سکتا۔

اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔ کیونکہ ٹیک ساڑھے نو بجے ایک لوہی
تیرہ نمبر کی میز پر نظر آئی۔ مگر وہ عمران کے لئے اجنبی ہی نہیں تھی وہ تو وہی لوہی تھی
جو آج ہی بیاض کی موجودگی میں اس کے فلیٹ میں آئی تھی اور جسے بیاض اپنے ساتھ
لے کر بڑی بدعاشی کے کام میں اس سے رخصت ہوا تھا۔ عمران نے میز پر ہاتھ رکھا اور

گمان اپنے جیسے کہہ سنے کھٹا لیا۔ لوہی کے چہرے پر کوئی نہی نے آمار سے
وہ توہی دور تھی۔ خاموش بیٹھی رہی پھر اس نے ایک دیر کا تاسہ سے ہلا کر کچھ

”مجھے تمہیں کہتے ہیں“ لڑکی بولی۔

”اوہ۔ اچھا جی اس۔۔۔ دیکھو: بات دراصل یہ ہے کہ بزنس میں گھٹا ہو گیا۔۔۔ آج کل سروسوں کا بڑا ڈر رہا ہے۔۔۔ میں نے سوچا تھا کہ شکوہ نہ۔۔۔“

تمہیں سننے لگی اور ہاتھ اٹھا کر بولی ”بس عمران صاحب مجھے سب کچھ معلوم ہے۔ آپ لیڈی تو خیر کا قرض ادا کریں یا نہ کریں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں میں تو ایک اقبیٰ لے کر آئی تھی۔“

”ادھر تو اس وقت ہے آپ کے پاس“

”کیا؟“

”الغیٰ“

”وہ پھر سہوکاری اور بولی ”میری مدد کیجئے مگر عمران۔۔۔ میں بید پریشان ہوں اور ٹھہرے ہوئے ہو آپ پر ٹھٹھکیا ہوں گے۔ چرمیں آپ کے لئے کیا منگواؤں۔“ میں ساڑھے نو بجے کے بعد صرف ٹھنڈا پانی پیا۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”خیر۔ آپ نہیں پیتے اور میں نے بھی حال ہی میں شروع کی ہے۔ میں کیا کروں بھئی جب انجینس جسے زیادہ بڑھ جائیں تو آدمی کیا کرے پھر شراب ہی تو سہارا دیتی ہے۔“

”جی ہاں۔ اسی صورت میں جب ہمدرد کی قمر لیوینہ دستیاب نہ ہو۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”بڑھتی ہوئی انجینس عموماً معدے کی خرابی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔“

”کاش آپ کمرالات کا طرہ ہوتا۔ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

”کیسے عادت سے تمہیں۔۔۔“

”تمہیں صاف۔۔۔ وہ چرمس پڑی۔

”صاف کہجے گا مجھے نام یاد نہیں۔ تھے۔“

”کیا آپ کو کم سے کم استقبالیہ پارک کے چارٹیڈ۔ پگل ہو گئے ہیں۔“

”چار پگل۔ لیڈر ہو گئے ہیں۔ عمران نے حیرت سے کہا۔

”مگر عمران خدا کے لئے میری بات سمجھ لگی سے سن مجھے۔ لیڈی تو خیر کا

نیال ہے کہ صرف آپ ہی میری مدد کر سکتے ہیں۔“

عمران سمجھ نہ بولا وہ اپنی لاپرواہی سے دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

تمہیں نے چرمس۔ لیڈی تو خیر نے یہ بھی بتایا تھا کہ آپ بہت مشکل سے تباہیں آئیں گے۔“

”لیڈی تو خیر نے غصہ نہیں کیا تھا۔ کیا میں آپ سے کچھ کہتا ہوں کہ آپ شہاب فخری کو کہہ دے جانتی ہیں۔“

”میرے خدا۔ تمہیں اچھل پڑن پھر آہستہ سے بولی ”کیا کیپٹن فیاض

نے آپ کو بلایا تھا۔“

”جی نہیں کیپٹن فیاض جی اپنا قرض ہی وصول کرنے آیا تھا۔“

”پھر آپ نے یہ سوال مجھ سے کیسے کیا۔“

”یہ تو عجیب بات ہے کہ شہاب فخری کے ساتھ دیکھ چکا ہوں اور مجھے اس

کا جی ٹو سے کرایہ کسی کی گلی کتنے لئے اسے بیچ دینا پڑا ہے۔“

”اوہ۔ اتنی بے دردی سے اس نے بیچ دیا تو کتنا بڑا سودا ہے۔“

عمران نے

”اچھا! عمران نے بڑی سعادت مند ہی ظاہر کر۔“

”کیسٹن نیا ضیہ کا کہیں نہیں کر سکیں گے۔ کیا آپ مجھے اس کی وجہ بتا سکتے ہیں؟“ تھین نے پوچھا اور وہ سر اگس ہمبرگر نے گئی۔

”وہ آپ مجھ سے بہتر جانتی ہیں؟“

”نہیں آپ کا خیال معصوم کرنا چاہتی ہوں؟“

”میرا خیال یہ ہے کہ آپ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کر رہی ہیں۔“ یہ پاؤں حادثات اتفاقیہ بھی ہو سکتے ہیں؟“

”اتفاقہ — ہرگز نہیں میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ ایک ہی پارٹی کے چار لیڈر راء لیڈر بھی کیسے جن پر پارٹی کے استعمال کا فاروق طار تھا۔ کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ اس باریبی پارٹی پر سراقہ دار آئے گی؟“

”جو شک ہے کہ ایسا ہی ہو۔ چھر“

”کیا بہترین لیڈروں سے محروم ہو جانے پر یہ پارٹی لیکشن کے زمانے تک زندہ رہ سکے گی؟“

”نہیں۔“

”آپ ہی بتائیے کہ میں نہیں اتفاقہ حادثات کیسے سمجھوں؟“

”مجھے... ٹیکس، جی۔ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا میں نے پوچھا تھا کہ آپ شہاب فکری کو کس سے جانتی ہیں؟“

”سالہا سال سے ہم دونوں کو سن فیورہ جیسے میں۔“ وہ مشر عمران کی اتنی چھوٹی عمر میں اتنی ترقی تیرت انجینئرز میں ہے۔ وہ ملک کا سب سے مہم نواز ہے۔“

”یقیناً ہے۔“

”پھر بتائیے۔ میں کیا کروں؟“

”اچھا میں کرشمہ کر دوں گا کہ وہ ایک سال کے اندر ہی اندر بڑھا ہو جائے اور کوئی خدمت؟“

تھین نے پوچھنے کی گمان از رو دینے کا ساتھ دیا۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔ گفتگو کرتے وقت انہار خیال کے لئے ان کا انتخاب میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔“

”کیا شہاب شروع ہی سے اس پارٹی کے لئے کام کرتا رہا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے اب تک کئی پارٹیاں بدل دی ہیں۔ دیکھئے نامہ عمران آگے بڑھنے کے لئے یہ کرنا پڑتا ہے۔ ایک آدھ بار اس سے اندازے کی غلطی بھی ہوئی ہے۔ وہ اس وقت وزیر نہ ہوتا؟“

”یہی... وہ موجودہ برسر اقتدار پارٹی کا ایک رکن ہوتا؟“

”جانی؟“

”لیکن اندازے کی غلطی اسے استقلال پارٹی کی طرف لے آئی؟“

”جی ہاں؟“

”اور جب استقلال پارٹی کے آگے بڑھنے کے امکانات پیدا ہوئے تو یہی گٹھ جو آئی؟“

تھین نے صرف سر ہلادیا۔ وہ میراگس ہمبرگر ہی تھی۔

”اچھا تو جہاں آپ مجھ سے کیا جانتی ہیں؟“ عمران نے پوچھا

”برسر اقتدار پارٹی کے ان افراد کے خلاف مقبوضات نیچے جو یہ سب کچھ ہے۔“

ہی سے اس مسئلے میں گفت و شنید کیجیے :

”مشرعراں پلیز ... بیٹھ جاتیے ... خدا کے لئے بیٹھ جائیے وہ دونوں بات چیا کر دے کے سے انار میں بول۔

”اے۔ آں۔۔۔ میں بیٹھ سکتا ہوں۔ لیکن ہم شیرازی کبوتروں کے متعلق گفتگو کریں گے ؟

”شیرازی کبوتروں کے متعلق ؟ تعین نے میرت سے دہرایا۔

”پہلے میں مرغیاں جی برداشت کروں گا مگر آپ اب پاگل کنٹر کا ذکر وہ نہیں چھڑیں گی ؟

”تعمینہ بھگت سیٹی کے ساتھ بولی۔ بیٹی تیرہ نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ آسانی سے قابو میں نہیں آئیں گے۔ مشرعران خدا کے لئے مجھ پر رحم کیجئے۔ میرا مستقبل اب صرف اسی شخص کے احوال میں ہو سکتا ہے۔۔۔ جو۔۔۔۔۔“

”ایک بیک وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ پھر قمر سے وقت کے ساتھ بولی شہاب بھی میرا مستقبل ہے۔۔۔ اور آپ نے اس مسئلے میں وہ بات پوچھی ہے جو کہ پیش فیاض نے پوچھی تھی۔ آپ کو شبہ ہے کہ میں ایسے کسی آدمی کو جانتی ہوں جو ان واقعات کا ذمہ دار قرار دیا جاسکے ؟

”اے میں ہی محسوس کرتا ہوں ؟“ عمران سر جھکا کر بولا۔

”مگر میں کسی خاص آدمی کے خلاف شبہ نہیں ظاہر کرنا چاہتی ؟

”آپ کی مرضی۔۔۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اب مرغیوں اور کبوتروں کے متعلق گفتگو کیجئے۔ کیا خیال ہے۔ اگر نثار کا مرغیوں کو قہر میں سکھائی جائے تو اسے دلوں میں غلط پرتاؤ ہو سکتی ہے۔“

”مشرعراں میں اپنا سشبہ ظاہر کروں گی۔ خدا کے لئے مجھے ہار نہ

کیجئے۔ میں ہنسانیں چاہتی۔“

”آپ رہنا شروع کر دیجئے۔ اگر میں جی ساتھ نہ دوں تو میری گون اڑا دیجئے گا۔ کیا ایڈیٹی ہوئے نہیں بتایا تھا کہ عمران یاروں کا یار ہے۔۔۔ کسی حال میں جی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اکثر میرے پڑوس کی بلدیاں بیٹیوں پر بین کرانے کے لئے مجھے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ اور میں غزروں کی جھینگ خوش کر دیتا ہوں۔“ وہ پھر ہنس پڑی مگر اندازہ دینے کا ساتھ۔

”ہیئے۔“ وہ ایک بیک بنیدہ ہو گئی۔ جب میں نے شہاب سے اشتغال بارڈر کی غیر متوقع شکست کے امکانات کی وجہ پوچھی تھی تو اس نے اس پر کوئی منفی بحث نہیں کی تھی بلکہ صرف اتنا کہا تھا کہ تو اب مشکور اس مسئلے میں بہت کچھ کر سکتا ہے۔

”اب مشکور۔۔۔ ارے وہ تو دبی ہے۔۔۔ مٹی کا ڈمیر ؟ عمران ہیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

”کیوں ؟“

”اے بس وہ قوی اہمیل کا ایک جہر ہے۔ نہ کبھی اخبارات میں اس کے بیانات آتے ہیں اور نہ کبھی میں نے کسی اخبار میں اس کی تصویر ہی دیکھی ہے اہملاس کے دوران میں بھی اسے کبھی بولتے ہوتے نہیں سنا گیا۔“

”اس لئے وہ مٹی کا ڈمیر ہے۔ تعین مکانی۔“

”چلئے شکو کا ڈمیر کھ بیٹے۔ مگر اس سے کیا رزق پڑتا ہے ؟

”کیا آپ نے اسے کبھی دیکھا ہے ؟

”نہیں۔“ عمران نے یاد سنا انداز میں سر ہلا دیا۔ ”وہ بہت کم اپنے مکان کی چار دیواری سے نکلتا ہے۔ تو ہی اہمیل کے ایلاس کے دوران میں جی وہ بند

گازوں میں آتا ہے :

"لیکن اس کے پاس بے شمار آقاؤں کے کتے ہیں : تمہیں سنہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ کہا۔

"تب آپ اُسے فدا غلت کا ڈھیر کہہ سکتی ہیں :

"پوری بات سنئے : وہ ہمیں گلی۔

"آپ بتاتی ہیں کہ بات پوری ہوگئی یا نہیں ہوئی : اگر میں یہ بول بیٹھے کہ دوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا :

تمہیں لگا کہ اس خالی ہو چکا تھا اور وہ بول کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی تھی کہ عمران نے اسے اٹھا کر پیچے رکھ دیا اور تمہیں کے جوتوں پر ایک پھینپی ہوئی سی مسک ہٹ نظر آئی۔

"ہاں اب آپ اپنی پوری پوری باتیں مجھے سناسکتی ہیں : عمران نے کہا میں بڑے بہرہ و سخن کے ساتھ سنوں گا :

"خیر۔۔۔ ہاں۔۔۔ آپ۔۔۔ مجھے زیادہ اچھے آدمی میں معلوم ہوتے آج کل صرف شراب ہی سکون بخشتی ہے۔ آپ نے مجھے اس سے جی ضرور کر دیا :

"واقعی طور پر۔۔۔ اس کے بعد اگر آپ دو چار مشکیں بھی پلہ مائیں گی۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا :

"اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں :

"آپ کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ لیکن بات پوری نہیں ہوئی تھی :

"ہاں۔۔۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ وہ کتوں کا یہ تئو تئیں ہے۔ میں نواب شکر کی بات کر رہی ہوں۔ اس کے پاس بیٹھے بیٹے ٹیڈنڈ کے میں جو اکثر

بڑے بڑے کام کر گزرتے ہیں :

"آہ۔۔۔ یاد کیا۔۔۔ پچھلے سال ایک کتے کے کس شاعرے میں غزل بھی پڑھی تھی :

"مشرعین وہ دانت ہیں کر گئی۔

"فرماتے :

"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ آپ کو شرم آنی چاہیے :

"اب آیا کرے گی۔۔۔ کیونکہ نواب شکر کے کتے بھی غزل پڑھنے لگے ہیں اور میں ناگوار محض ہوں :

"ابھی بات ہے۔ اب میں بھی کچھ نہ کہوں گی :

"نہیں آپ دوسری باتیں کیجئے۔ میں کسی خیراتی یا رصفاتی کی مرغیوں کے متعلق نہ کہوں گا۔ لیکن نواب شکر کے کتوں کے بارے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔

"آپ کے فرشتے بھی میں لگے : وہ میز پر گھونٹہ مار کر بولی : درنہ میں ہیں آپ کا گریبان پڑاؤں گی :

"ایسی حرکت جی نہ کیجئے گا۔ درنہ میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ یہاں میرا اعلازم بھی موجود نہیں ہے کہ ان کی گرہ دوبارہ درست کر دے گا :

وہ اسے گھونٹنے لگی در عمران ہر دو دانک آواز میں بولا : مجھے

کب ثانی ہاندھنا آتا ہے۔۔۔ ہمیشہ چوٹی بڑی ہر مالتی ہے۔ میرا لکڑیلا ہاتھ

اس مسئلے میں میری حد کو تاس ہے :

"آپ آخر میری بات کیوں نہیں سنتے :

"اگر وہ سچی ہوں تو میں ہر قسم کی باتیں سن سکتا ہوں :

"اچھا تو سنئے۔ مجھے تین ہے کہ یہ حرکت نواب شکر کی ہے۔ وہ اپنے

لئے پیدا کر سکتا ہے جو صرف چند مخصوص آدمیوں پر محض کریں۔ یہ خود اس کا دعویٰ ہے۔

”آپ کو اب شکور کو کریم سے ہانتی ہیں۔“

”میں نے آج تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔“

”پھر آپ کو اس کا دعویٰ کیسے ہوا۔“

”یہ بات بھی مجھے شباب ہی سے معلوم ہوتی تھی۔“

”کیا شباب اس کے خاص بننے والوں میں سے ہے۔“

”اس کا طرز مجھے نہیں ہے۔“

”کچھ دیر پہلے تو آپ کو کسی بات کا علم نہیں تھا۔“

”پچھلے میں خاص طور سے کسی کا نام لیتا نہیں جانتی تھی۔“

”خیر میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔ مگر ایک بات۔“

”میں آپ کو راجا معاویہ کا دعویٰ کرتی ہوں۔“

”خیر معاویہ کی بات تو مجھ کو ہوگی۔ آپ یہ بتائیے کہ آپ کا ذریعہ معاش۔“

”کچھ بھی نہیں۔ ویسے لوگوں کا خیال ہے کہ میں کروڑوں کی حمایت دے

ماک ہوں۔“

”آپ اپنا خیال لاہور لائیے۔ عمران نے برابر اسٹاپ کیا کرنا۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے کہ میں وہاں بڑا معاویہ کی صورت میں باسٹن ادا

کر سکوں گی۔ لہذا آپ کو اس کی فکڑ ہونی چاہیے۔ لیڈی خیر کسی مجلس عورت

کو آپ کے گھر کا پتہ نہیں بتا سکیں گی۔“

”آپ سماعت موجودہ بھی اس حمایت دے ماک ہیں یا کسی کے بعد ماک

چنے کی امید ہے۔“

”میں اس وقت بھی اس کی ماک ہوں۔“

”قیام کہاں ہے۔“

”سلطان محل میں۔“

”اوہ۔ تو آپ وہ ہیں۔ مگر سلطان محل کی ماک کا نام تہمینہ تو نہیں ہے۔“

”کشور سلطان میرا خاندانی نام ہے۔ یہ نام تو شباب نے طالب محل کے

زمانے میں میرے لئے تجویز کیا تھا۔“

”نواب شکور سے آپ کا کیا رشتہ ہے۔“

”میں آغا جی کہ دو دروں کا خیرہ ایک بادشاہ سے جالہ ہے۔“

”اچھا تہمینہ میں آپ سے کسی وقت ملوں گا۔“

”میں کچھ ترہ پیشگی ہی سے سکوں گی۔ مگر ابھی تک آپ نے معاویہ کے

متعلق کچھ نہیں بتایا۔“

”معاویہ میں لیڈی خیر کے فیصلے پر چھوڑتا ہوں۔ عمران نے کہا۔ اور

اٹھ گیا۔“

نواب شکوہ رنگ پہنچا آسان کام نہیں تھا۔ کچھ نہ کہ وہ ایک گوشہ نشین تہہ کا جھکی آدمی تھا۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ دن رات یا تو پڑھا کرتا ہے یا پھر اس کی دلچسپی کا واحد مرکز اس کے کہنے ہیں اور کتوں سے شوق کے بارے میں کئی طرح کے باتیں ہی جاتی تھیں جن کی تصدیق ابھی تک میں ہو سکتی تھی۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ وہ کتوں کی ایک نئی نسلی پیدا کرنے کی کوشش میں ہے جس کے سسلے میں وہ اتنے دن رات نئے تجربات کرتا ہے۔ کچھ لوگ اور بھی موقوفہ کی افواہیں چھیل رہے تھے۔

بہر حال عمران رنگ سنی سنائی باتیں سنیں تھیں۔ نہ اس نے آج تک نواب شکوہ کو دیکھا تھا اور نہ کسی مجتر آدمی کی زندگی اس کے متعلق کچھ سنا تھا۔ اس نے کبھی حیرت ہی نہیں محسوس کی تھی کہ وہ اس کے متعلق کچھ معلوم کرے۔ کیونکہ شہر میں تو اس سے ملے بڑے بڑے سنی آدمی موجود تھے اور خود عمران ہی کس سے کہ تھا۔ دوسرے لوگ خود اسی کے متعلق طرح طرح کی افواہیں پھیلایا کرتے تھے۔

لیکن اب وہ دو دن سے نواب شکوہ کے متعلق بنانہ طور پر چل رہی ہیں کہ وہ شہر میں کچھ ایسے آدمی بھی موجود تھے۔ جموں نے نواب شکوہ کو خرباب سے دیکھا تھا اور اس کی ہتیری عادات و افعال سے واقف تھے۔ عمران نے ایسے ہی لوگوں کو اپنی مسواست کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی تھی۔

اسے معلوم ہوا تھا کہ نواب شکوہ ریح ویک کی ہے۔ اس کی عمر تیس سے زیادہ نہیں تھی۔ اسے ملازمہ کا شوق مجنوں کی حد تک تھا۔ جس کا خیال تھا کہ وہ ساتھ ملاں کی عمر میں باقاعدہ طور پر سیاست میں مصروف لینے کے قابل ہو جائے گا لیکن احوال وہ تہذیب و تمدن کا تھا۔ اس نے چھپے انخابات میں حصہ لیا تھا۔ اور سب سے مضبوط پارٹی کو تنہا حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مضبوط پارٹی موجودہ برسرِ اقتدار پارٹی تھی۔ پارٹی و انتخابات کے دوران میں مالی مشکلات درپیش تھیں۔ چوں کہ نواب شکوہ کی مدد سے دور ہو گئی تھیں۔ اس لیے نواب شکوہ کو تو فی الحال کے لئے ایک نشست حاصل کر لینے کی کوئی دتوار ہو پیش نہیں آتی تھی۔ لیکن حقیقتاً اس کا کوئی سیاسی کیریئر نہیں تھا۔ جیسے سیٹھ بھوٹا یا بھوٹاں۔ سیٹھ کے بھر ہو گئے تھے اسی طرح نواب شکوہ نے بھی نشست حاصل کر لی تھی۔ عمران کے خیال کے مطابق دونوں ہی مٹی کے ڈھیر تھے۔

لیکن اسے اس سے غرض نہیں تھی۔ وہ تو نواب شکوہ کو تین کے شہادت کے تحت ایک مخصوص محلے کے سسلے میں پھیک کرنا چاہتا تھا۔

اسے یہ بھی معلوم تھا کہ نواب شکوہ سے طہ آسان کام نہیں ہے۔ اول تو یہیں ہی بہت کم لوگ اس کی طرف رجح کر رہے تھے اگر کبھی کوئی جموں جھٹکا اور مرچا ہی نکلتا تو نواب شکوہ کا سیکرٹری یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ نواب صاحب پہلے سے وقت کا تعین کئے بغیر کسی سے نہیں ملتے۔ اس پر بھی اگر کوئی وقت کا تعین کر کے ملاقات کرنے پر آمادہ ہوتا تو نواب تھا۔ نواب صاحب، نہ تو نامک اتنے مشہور رہیں گے کہ شاید سنے کا وقت نہ نکال سکیں۔ عمران نے اس طرح ہٹنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کس قسم کے لوگ ہمارے نواب شکوہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

نواب شکر کو کتابوں کے دیباچے کہنے کا بہت شوق تھا۔ شکر کے وہ کم مایہ ادیب، جرنی کتابیں خود چھاپنا چاہتے تو نواب شکر ہی سے ان کے دیباچے لکھوائے تھے یہ متفرد صرف یہ ہوتا تھا کہ اسی ہاسٹے نواب شکر سے کچھ نہ کچھ وصول کر لیں۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ وہ اس سے دیباچہ لکھوا کر لے جاتے اور دو تین دن بعد پھر پہنچ کر کہتے کہ پلشرنے اب الے کتاب چھاپنے سے انکار کر دیا ہے۔ بعض اس بنا پر کہ وہ نواب شکر سے کیوں لکھوایا گیا۔ اس پر نواب شکر کو ماتہ آجاتا اور وہ اس ادیب سے کہتا کہ وہ خود ہی اپنی کتاب کیوں نہیں چھپاتا۔ ادیب اپنی مصیبت کا داستان شروع کر دیتا اور نواب شکر پھر سے نہیں تو دے دے آخر اجابت کا ذمہ منور لے لیتا تھا۔

یہی اس طرح ایک دن ایک مسودہ سنبھال کر عمران بھی ادھر جا نکلا۔ سب سے پہلے سیکرٹری سے معذرت ہوئی اور اسے جب یہ معلوم ہوا کہ وہ کوئی ادیب ہے اور اپنی کتاب کے لئے دیباچہ لکھوانا چاہتا ہے تو اس نے سب سے پہلے یہی سوال کیا کہ کس پیشہ سے ابی معاملہ تو ہے نہیں کیا۔

نئی میں جواب کیا کہ سیکرٹری نے ٹھنڈی سانس لی اور بولا : "تب پھر آپ میرے لئے کیا کر سکیں گے ؟"

عمران کو اس پر حیرت تو ہوتی لیکن اس نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا دیے اس نے چلنے کی مزید دھناحت کی درخواست ضرور کی تھی۔ اس پر سیکرٹری نے ازراہ ہمدردی اسے بتایا تھا کہ اس کے متعلق ضرور پوچھا جائے گا۔ اگر کچھ وصول کرنے کی نیت ہے تو یہ کہا جائے کہ پیشہ سے معاملات لے ہو چکے ہیں۔

عمران نے بڑے سعادت مندانہ آواز میں وہ کہہ کر لیا کہ وہ یقینی طور پر بھوٹ

ہے گا۔ پھر سیکرٹری نے اسے بالکل ہی گاؤی بکر کرکھڑا کی باتیں بتائیں اور اس سے وعدہ کیا کہ ایک موصول کی ہوئی رقم کے چوتھے حصے سے وہ سیکرٹری کی حق میں دستبردوار ہو جائے گا۔

یہ سب کچھ تو ہوا۔۔۔ لیکن نواب شکر کے سامنے پہنچتے ہی عمران حقیقتاً ہرکا بکھار گیا کیونکہ یہ تو ابی، وہی تھا جسے ایک دن اس نے دیرری کے شراغین کے لہر والے ٹیٹ میں دیکھا تھا۔ لیکن اس وقت فرق صرف اتنا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں پر تاریک شیشوں کی ٹیکٹ نہیں تھی۔

مگر عمران نے اپنی حیرت نہیں ظاہر ہونے دی بلکہ اس کی بجائے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے اس کی گنگ جوار سے نصیحت آسان کی تو کبیل داڑھی بہت پسند آتی ہو۔

"میرے خدا" وہ آہستہ سے بولا : "آپ تو بالکل کوئی جرمن فلاسفر معلوم ہوتے ہیں۔ نواب صاحب میری اس عبارت کو معاف فرمائیے گا۔"

مگر یہ بات نہیں۔ نواب شکر ہنس پڑا : "پچھلے دنوں ایک شاعر نے کہا تھا کہ میں تھراؤ کا جھنک ہوں۔"

و ضرور کہا ہو گا۔ جناب۔"

"آ۔ ہاں۔۔۔ غیر فرمائیے۔ کیسے تشریف لائے۔"

"میں کنوں کے سلسلے میں اپنی معلومات بڑھانا چاہتا ہوں۔"

"کیا۔۔۔" وہ آنکھیں نکال کر بولا : "مگر مجھ سے تو مانگنا تھا کہ آپ اپنی کتاب کا دیباچہ لکھنا چاہتے ہیں۔"

"یوہاچے تو میری بیوی بھی لکھ لیتی ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا : "میں تو دراصل نے پوچھنے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ لکھ لیتی ہو گئی ہے"

کہتے ہیں؟

"ہینڈی ڈاگ" نواب شکر نے غصیلے بچے میں کہا: "ایسے آدمی کہتے ہیں جو خواہ غمراہ دوسروں کا وقت برباد کرتا پھرتا ہو؟"

طمان سمجھا شاید وہ اسے پہچان گیا ہے کیونکہ وہ تو اس وقت تک اپ میں تھا جب شراب خانے کے اوپر والے غیث میں اس سے مل بیٹھ ہوئی تھی ورنہ یہیں تک آپ میں آیا تھا۔ اگر اسے فورہ پرہیز بھی شبہ ہو جاتا تو نواب شکر کوئی جانا پہچانا آدمی ثابت ہو گا تو اس سے سقم کی فعل سرزد نہ ہوتی۔ وہ یا تو اس سے اس طرح ملنے کی کوشش ہی نہ کرتا یا پھر میک اپ کا ساما لیتا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس نے اسے دیکھتے ہی اپنی سیکم بدل کر ہینڈی ڈاگ کا قصہ چھیڑ دیا تھا۔ ورنہ سو وہ تو وہ لایا ہی تھا۔ سگر کیا... اس بدلی ہوئی ایکم کے نتائج دور درسی ہوتے۔

طمان خود بھی جی سوتج رہا تھا کیونکہ اس نے اپنی دانست میں شکر کے لئے دوسرے قسم کا تیر چھوڑا تھا۔ لیکن جلد ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس طرح معاملات اور بھی الجھ جانے کے امکانات تھے۔ لہذا اس نے ہنس کر کہا: "میں سو وہ لایا ہوں جناب..."

"وہ ہینڈی ڈاگ والی بات تو میں نے یوں ہی کہی تھی۔ میری آمد کا مقصد دراصل یہی ہے کہ آپ ارزاہ نواز میں میری کتاب کا دیباچہ لکھ دیں۔"

"میں آج کل دیم الغرمت رتبا ہوں۔ پھر کبھی تشریف لائیے گا۔ نواب ملک نے خشک بچے میں کہا: "دیسے میں یہ مزدور کموں گا کہ ایک ادیب جو سادی دنیا کو ادب اور سلیقہ سمجھانے کا دعویٰ نہ کھاتا ہے اسے خود بھی تھوڑا بہت سلیقہ ہونا چاہیے۔"

"اوہ۔" طمان بے ڈھنگے پن سے ہنسا: "میں دراصل ایک سو نیت و تمہارے ادیب ہوں؟"

"یہ اور جی بڑے کہ آپ اپنے ادب پر کسی قدر کی چھاپ لگاتے ہیں۔ نیر لائیے۔ میں دیکھوں کہ ایک سو نیت ادیب نے کیا لکھا ہے؟"

طمان نے سوہ کی کاپی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "اوہ دیکھیں میں جو لگیا تھا۔ میں دراصل یہ وٹاری ادیب ہوں۔ یعنی کہ جی اس: "آہا تب تو آپ نے یقیناً اپنے پیٹے پر پیکر اچھالا ہو گا۔ جی ہاں۔ یقیناً۔"

"اور آپ اسی پیٹے کے ایک آدمی سے اس کا ادب پر لکھنا چاہتے ہیں؟" کبھی نہ نکھوتا۔ جی کیا کروں نیوری ہے کیونکہ ہر کیٹ میں صرف آپ کے دیباچوں کی مانگ ہے۔"

"میرے دیباچوں کی مانگ ہے؟"

"جی ہاں۔ جس بیستر کے پاس گیا تھا، اس نے کہا کہ کتاب تو اچھی خامی ہے لیکن نواب صاحب کے دیباچے کے بغیر نہیں چلے گی۔"

"اوہ... اچھا! نواب شکر اس طرح ہنس پڑا جیسے ایکٹ میں اس کے دیباچوں کی مانگ رہی ہو۔"

"اور کیا جناب۔ اس شہر میں آپ کے علاوہ اور کون ہے جو دیباچے لکھ سکے؟" نواب شکر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سوہ دیکھنے لگا تھا۔ "دعنا" اس نے صراحتاً کر کہا۔

"کیا آپ نے بچوں کے لئے یہ کہانیاں لکھی ہیں؟" "نہیں جناب یہ وہ کتاب ہے جو دنیا کے ادب میں تھک مپی دے گی؟"

”چڑیا چڑی کے کہانیاں یہ نواب شکر نے تعارف سے کہا۔

”آہ... آپ نہیں سمجھتے... یہ تشریل کہانیاں ہیں جناب۔ چڑیا سے مراد ہے اپنا ملک اور چڑے کو ذریعہ اعظم سمجھ لیتے۔ جس طرح چڑا چڑیا کے لئے تیار ہے اسی طرح ذریعہ اعظم ملک کی حالت پر مدعا کرنے کے لئے پہنچے ہیں۔ اور اللہ کے ہتھ ہم تک ہیں... جی ہاں...“

”کیا بکواس ہے“

”ارے وہ...“ عمران ہاتھ بکا کر بولا۔ ”بکواس اس لئے ہے کہ شرم میں ہے اگر میں نے اسی خیال کو غلط کر دیا ہوتا تو شاعرے الٹ جاتے جناب...“

”اچھی بات ہے اب اسے نظم کر کے شاعرے الٹنے کے کام میں لائیے۔ ہو سکتا ہے اس وقت میں دیباچہ بھی لکھ دوں۔“

”آپ نے میرا دل تو دیا جناب، عمران گلو گراؤ آواز میں بولا۔ میں تو سمجھا تھا کہ جس وقت یہ کہانیاں آپ کے دیباچے کے ساتھ شائع ہوں گی... خیر اب میں خود ہی دیباچہ بھی لکھ لوں گا... اور نچے آپ کا نام ڈال دوں گا۔“

”کیا“

”جی ہاں۔ پھر فرمائیے اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے جب کہ پیشتر سے آپ کے دیباچے کے بغیر چھاپنے سے انکار کر دے۔“

”آپ جانتے ہیں اس کی سزا کیا ہوگی اے آپ کتنا جرم کریں گے؟“

”اگر یہ آپ نہ چھپی تب ہی جرائم ہی میری سزاوات کا ذریعہ ہونگے آپ تو نواب ہیں آپ کو کیا علم کہ ایک کنوارے ادیب کی زندگی کس طرح بسر ہوتی ہے؟“

”آپ عجیب آدمی ہیں“

”ہاں فرمائیے... آدمی تو آپ کے کہتے ہیں۔ جنہیں تعزات ہی کے لئے کہتیاں نصیب ہو جاتی ہیں... جی ہاں مجھے کئے دیجئے۔ میرے سینے میں اس وقت وہی سب کچھ ہو رہا ہے جو ایک پر وقاری ادیب کے سینے میں ہونا چاہیے۔“

”میں آپ کو نگاہ کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے ہمارا منظر پر میرا نام استعمال کیا تو میں آپ کے خلاف دعویٰ دائر کر دوں گا۔“

”آپ شوق سے دعویٰ دائر کر دیجئے۔ میرے پردہ گرام میں تو اب تبدیل ہونے سے رہی۔“

نواب شکر جھلا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

وہ عمران کو گھورتا ہوا اٹھ گیا۔

”میلو۔ میں شکر اسپیکنگ“ اس نے مآد توہ پیس میں کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی صفیں تن چھیں اور اس نے بہت بڑا سانس نہ لیا۔ غالباً دوسری طرف سے جو کچھ بھی کہا جا رہا تھا اسے پسینہ نہیں تھا۔

”تھنٹے میں تو نہیں ہوتی تھنٹے... اس نے غرا کر کہا۔

اور پھر سننے لگا۔ کبھی اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آتے، اور کبھی وہ انتہائی غصے کے عالم میں اپنا پیلا ہونٹ جھانک لیتا۔

”کرشمیں بکواس“ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ اچھا تو سنو، تمہارا دامغ غراب ہو گیا ہے۔ پیسے اس کا علاج کرواؤ۔ چہرے سے بات کرنا... ہاں ہاں

... اچھا... چلو ہی سی... اگر تمہیں جو پرکھی قسم کا شبہ ہے تو تم باقاعدہ عدل پر پولیس کو اس سے مطلع کر دو اور آئندہ میرا وقت برباد کرنے سے گریز کرو۔“

وہ دہیور کر ٹیل میں شیخ عمران کی طرف مڑا۔

”آپ تشریف لے جاسکتے ہیں جناب۔“

"تو کیا میں بے میل و خنام واپس ...؟"

"بے میل و خنام ... اپنی بددست دہشت دیکھتے۔ آپ ایک بہت بڑے ادیب ہیں۔ میں میر سے پاس وقت نہیں ہے۔"

"ایک دن یہ مکمل خاک کا ڈھیر ہو جائیں گے۔ عمران دونوں ہاتھ دکھا کر دیانی انعامیں بولا "ساری امارت خاک میں مل جائے گی۔ بہت بڑا انقلاب کوئی ہوا میں کودت بدل رہا ہے۔"

"آپ بھی اسی کے ساتھ کودت دینے لگے یہاں سے باہر نکلے گئے بعد نواب شکور نے یہ کہہ کر گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"شہر ہے۔ اگر کسی پر وقار نے میر سے ہاتھ بھی لگایا تو ..."

"میں نے تو قریب عرض کر رہا ہوں کہ شرافت سے تشریف لے جائیے۔"

"مچھاناب چھر کبھی توں گا؟ عمران اٹھ ہوا بولا۔

نواب شکور کوئی جواب دینے بغیر سامنے والے دروازے میں مڑ گیا۔

"وقت ہو گیا صاحب! باہر سے ایک خوشخوار تہم کے پٹیمان نے کہا اور عمران

مڑتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔

اس وقت اس کے ذہن میں صرف تین سوالات تھے۔ نواب شکور نے شہر کے

مختلف حصوں میں تیار کیا ہیں کیوں بارش کی تھیں۔ خیریت بھی کوئی خاص بات نہیں

تھی۔ لیکن وہ ان تمام کاموں میں چڑھوں کی طرح کیوں رہتا تھا۔ اور تیار سوال

نہایتیہ نہ کر دیتا۔ وہ نواب شکور کے سطح میں بہت مشکل سے زاویہ پر آتی تھی

اور میں ظاہر کیا تھا کہ اس کا بیان بھی محض سنی نشانی باتوں پر مبنی ہے۔ لیکن شاید

اس وقت اس نے براہ راست نواب شکور پر بھی شبیہ کا اہلار کر دیا تھا ورنہ

وہ مجھ کا کراسے پولیس کی مدد حاصل کرنے کا شور نہ مچا دیتا۔

ٹھیک ساڑھے چار بجے شہر کو عمران ایریل ٹاٹ کلب میں داخل ہوا ...
رہنمی خلاف سمن ٹائینگ ہاں میں مل جو کال کے برتن پر چھکی ہوئی شاید اپنا
راشا کلب سینک رہی تھی۔ عمران یہ حال اسی کی طرف چلا گیا۔ اس نے
لکھیوں سے دیکھا مگر کچھ بولی نہیں۔

عمران بیٹھ گیا اور پھر وہ بولے بولے کراہتی ہوئی بولی۔ میر سے اپنے

کان میں دوسرے۔

"بہر۔ بائیں کان سے کوئی بات سن کر، اسی کان سے اڑا دینے کی

کوشش کی ہوگی؟

"اٹ۔ فوہ۔ تم نے اس بار بڑا اچھی مار کام میر سے پھر دیکھا تھا ...

اب میں مزاح رہی ہوں کہ کس وقت یہاں سے نکل جاؤں ... پھر تو بڑے

شکل کام تھا کہ رات رات بھر نہاگتی رہتی۔"

"کیوں کیا چرا؟"

”وہ پہلی رات کسی وقت یہاں سے چلا گیا اور میں اس کی شکل بھی نہ دیکھ سکی۔“

”اورہ... بالکل چلا گیا؟“

”بالکل... اور... اب میں نے اطمینان کا سانس لیا ہے۔ آئندہ والے لغو کام میرے سپرد نہ کرنا۔ میں مردانہ پندرہ میل پیدل چل سکتی ہوں لیکن کہیں بعد کو بڑھنا میرے بس سے باہر ہے۔“

”خیر۔ ختم کرو۔ اب تم یہاں سے جاسکتی ہو... ولیری کے شراب خانے کی کیا خبر ہے؟“

”اس کے اور دانا فیٹ دن پیر تھیں رقبائے اور رات کو آباد ہو جاتا ہے۔ مگر پچھلی رات وہ تھیں ہی رہا تھا۔ اب اس وقت تم یہ بتانے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے کہ وہ کون تھا۔ اور تم کس لیے اس کی بھڑائی کر رہے تھے؟“

”میں اس لیے کہ تم جہ میں مجھ کو لور کرو... مگر تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اس کی شکل ہی دیکھتیں۔“

”میں نہیں اس کا علیہ بتا سکتی ہوں۔ ایک ویٹر نے مجھے بتایا ہے کہ وہ بالکل گنگ ہار جی فیسٹ سلوم ہوتا تھا۔“

”تھ تو تم سے بڑی فعلی ہوئی ورنہ میں اس وقت تمہیں پور مجنی کر مخاطب کرتا۔“

”خیرانے بڑا سامنا نہ بنا کر کہا۔“

”تیرا وہ کون تھا؟“

”گنگ ہار جی فیسٹ... ایک رات میں نے اسے ایک کتے سے گفتگو کرتے دیکھا تھا۔“

”ابھی بات ہے۔ تم نہ بتاؤ۔ میرے پاس ایک بڑی اہم اطلاع ہے۔“

”اور وہ ہر حالت میں مجھ تک ضرور پہنچے گی۔ مگر میں تمہیں بتانا ہی چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک لڑکی کا معاملہ ہے اور تم ہی اس مسئلے میں کچھ کر سکتی ہو۔“

”جو یانا لفظ داڑھی۔“

”جب اس کی کمزورت محسوس کروں گا وہ جی کسی دکنی کام پر مامور کر دی جائے گی۔“

”خیر تم اصل موضوع کی طرف آؤ۔“

”ہاں تقریباً دس بارہ دن پہلے کی بات ہے۔ میں ٹپا، ہپناٹ کلب میں ایک عینی روکی کے ساتھ ٹپک پانگ کیل رہا تھا۔ اچانک ایک سیاہ رنگ کا کتا وہاں گھس آیا۔ یہ واقعہ غیر معمولی تھا کیونکہ وہاں کتوں کا داخلہ منع ہے۔ بعض رنگ کلب کے ملازمین پر بھڑانے لگے۔ کتا وہاں سے بھاگ گیا اور شانہ ڈانٹنگ ڈال سے بھی اسے اسی طرح بھاگایا گیا تھا۔ گودا قدغی معمولی مزدور تھا لیکن کہنے اس کی طرٹ توجہ نہیں دی تھی... پھر تھوڑی دیر بعد وہ کتا اسی میرے لفظ آیا جس پر بچہ ٹپک پانگ کیل سے تھے وہ رشتہ دار تھے اس پر گودا تھا۔“

”ادھر... یعنی پھت پر سے؟“

”ہاں۔ اور اب وہ لوگوں نے سوچا لیکن ہے اس کتے کا مالک اس گھر سے میں موجود ہو۔ اکثر رنگ اپنے کتے بھی وہاں لاتے ہیں۔ لیکن وہ عموماً باہری رنگ لے جاتے ہیں اور ان کی بھڑائی کے لیے وہاں الگ شاف ہے... وہاں اس وقت گھر سے ہن تقریباً دس یا بارہ آدمی رہے ہوں گے۔ جو مختلف بڑوں پر کس دیکھ رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کون جی کتے کا مالک نہ ثابت ہو سکا۔“

"فیث کلبک خالی ہو جائے گا۔ عمران اس کی طرف دیکھے بغیر بڑا انازہ
دروناک تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ لیٹ نہیں کسی محبوس سے دستبرد دار
ہو جانے کا معاملہ رہا ہو۔

"ختم کرو۔ فیاض مکرانیا۔ فی الحال میں نے اپنے عزیز کے لئے دوسرا
انتظام کر دیا ہے۔"

"فدا کرے تمہارا بھی کہیں دوسرا انتظام ہو جائے۔"

"میں تم سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ فیض نے کہا۔

"کرو۔ عمران پہلے ہی سے بولا۔

"دیکھو۔"

"اس کی پروا نہ کرو کہ روشی بھی یہاں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ تہہ بچہ
بھی مجھ سے کہو گے اس کا علم روشی کو ضرور ہو جائے گا۔ اس لئے یہ ضروری نہیں
کہ تمہاری ضروری باتیں روشی کی عدم موجودگی میں ہوں۔"

"میں جانتا ہوں۔ فیاض معنی خیر انداز میں منہ اور روشی بڑا سا متربنا کر
رہ گئی۔ ویسے وہ اس وقت ایک دیر کا اشارے سے ہلکا کافی کی دوسری
ٹسے کئے کہ رہی تھی۔

"عمران فیاض کو گھورتا رہا۔ فیض پھر بولا۔ کیا تم نواب شکر کو جانتے ہو۔
"آج۔ عمران ایک طویل سانس لے کر کمر کی پشت سے ہلک گیا۔
"ہو۔"

"ہاں۔ میں نواب شکر کو بھی طرح جانتا ہوں۔ بچپن میں ہم دونوں عمران
ایک ہی سنگولی میں رہا کرتے تھے۔ یہی نہ کہو گئیں۔ بیار۔ کیا کہتے ہیں
اسے۔۔۔ غالباً ٹھکڑیا بارہ۔

"وہ کس قسم کا آدمی ہے۔"

"سنگ جارج لفٹو تھکا ہے۔"

"یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ وہ سنگ جارج لفٹو سے بہت شہاب ہے۔ میں اس
کے عادات و افعال کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں۔ ویسے اگر تم اس سے ملنے
کی کوئی صورت نکال سکو تو بہت ہے۔"

"آخر کیوں۔"

"تم مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرو کیا تمہیں مدد سے نہیں ملے۔ میرا خیال ہے
کہ وہ بھی پاگل ہو چکا جا رہی ہے۔"

"کیوں۔"

"تہہ بذا کہ اس نے تم سے کیا کہا ہے۔"

"مجھ سے اس نے جو کچھ بھی کہا ہے نہیں اس سے دور رہو بھی دیکھ نہیں
ہو سکتی تم اپنی بات کرو۔"

"آخر کیا لگتا تھا۔"

"اگر اپنی ہی ذات تک محدود۔ کئے کا دودھ کر دو تہہ بذا۔"

"اس کی طرف سے صحتی رہو۔"

"عمران نے ایک فحشی سانس لی اور آہستہ سے بولا۔ اس کا ایک چٹا چلی
ٹھوٹا جڑا۔ میں رہتا ہے۔ وہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ اس کی شادی کہاں ہو
تی۔"

"تمہاری ایسی کی ایسی۔۔۔ فیاض جھلکا گیا اور روشی منہ پٹی۔ سراپ
فیاض کو اور زیادہ آدیا۔۔۔ اتنا زیادہ کہ پھر وہ اس میرے اٹھ ہی گیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔" روشی نے عمران سے کہا۔

میں ہی چاہتا تھا آج کو میرا موڈ بہت بد خراب ہو جاتا ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ کسی شخص سے دوستی کر دوں :

نیاض دوسری میز پر جا بیٹھا تھا لیکن وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔
 "تہیہ کیا آج کی باگی ہو گئی ہے؟" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا "ہے اس نے نیاض سے نوٹ شکور کا تذکرہ نہیں کیا تھا اور شاید پہلی ہی بار وہ نوٹ شکور سے بھی اچھی تھی؟"

"پہلی بار کوں؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ دونوں میں پہلی ہی بار اس مسئلے پر کوئی گفتگو ہوئی ہے؟"

"ہاں۔ گفتگو کا انداز یہی کہہ رہا تھا۔ نوٹ شکور نے فون پر اسی لمحے میں گفتگو کی تھی۔ جیسے وہ بات پہلی بار اس کے سامنے آئی ہو؟"

"یہ روکی کیا چاہتی ہے؟"

"یہی نہیں دیکھتا ہے۔ وہ سلطان محل میں رہتی ہے۔۔۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ مطلب یہ کہ تمہارا ہونے کے ساتھ ہی ساتھ وہ کافی مالدار بھی ہے۔"

"میں دیکھوں گی؟"

عمران تقریباً نو بجے رات کو اپنے میٹ میں واپس آیا۔ عمران نے بتایا کہ کئی بار کوئی صاحب اس کے لئے کال کر چکے ہیں اور آخری کال میں انہوں نے اپنے نمبر نوٹ کو اتارے ہوئے کہا تھا کہ عمران جس وقت بھی آئے ان نمبروں پر رنگ کرے سیان اس سے زیادہ دیکھ چکے نہیں تھا۔

عمران نے نمبر دیکھے وہ اس کے کسی شناسا کے نہیں تھے۔ اس نے اپنی یادداشت کی کاپی نکالی۔ اس میں بھی وہ نمبر نہیں ہے۔ وہ دراصل پہلے ہی سے معلوم کئے بغیر ان نمبروں پر رنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تھک کر آخر اس نے نمکداری کے فیوڈ ایل کے اس وقت بٹ پاندہ منٹ بعد اسے معلوم ہو سکا کہ وہ کس کے نمبر تھے۔ میرا س نے وہ منٹ تیرہ جاتے میں گزار دیتے۔ کیونکہ وہ نمبر نوٹ شکور کے تھے۔

"میں؟ وہ تو ٹی وی پر میرے بڑا بڑا۔ تو نوٹ شکور مجھ سے واقف ہے؟" اس نے ریسور اٹھایا اور فیوڈ ایل سکھ۔ دوسری طرف سے فون آتی جواب ملا شاید نوٹ شکور اس کا فکس ہی تھا۔ عمران نے اس کی آواز پہچان لی۔

"آپ نے مجھے رنگ کیا تھا؟" عمران نے آواز بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میں جوں۔۔۔ مل عمران۔۔۔ اس۔۔۔ سی پی ایچ۔ ٹی ڈاکٹر؟"

"اں میں نے تمہیں رنگ کیا تھا"

"میرے لائق کوئی خدمت"

"تم چڑیا چڑھے کمانی کے کریں اسے تھے"

"تقریباً کچھ تو ہر طاقت چاہیے۔ میں آپ سے ملنا چاہتا تھا اور مجھے اس کا یہی موقع تھا کہ اس قسم کے لوگ آپ سے ہر آسانی مل سکتے ہیں۔ عمران اسے بولنے پر آمادہ نظر کرنے لگا۔

"کیوں ملنا چاہتے تھے؟"

"میں یوں ہی۔ چھڑ بھڑا کر مٹا میری اہلیہ"

"کیا تمہیں تہینہ نے نہیں بھیجا تھا؟"

"میں کسی تہینہ کو نہیں جانتا"

"مجھے علم ہے کہ تمہیں تہینہ نے بھیجا تھا۔ اس کا دامغ خراب ہو گیا ہے وہ سمجھتی ہے کہ ریاضی لیڈروں کو جو باہل کئے کاٹ رہے ہیں۔ مجھ سے بھی ملوث رکھتے ہیں"

"آا۔ مہریتے۔ خواب صاحب؟ عمران نے گھاسات کر کے کہا۔ آپ

مختصر کشتور سلطان کا ذکر تو نہیں کر رہے؟

"ہاں۔ کشتور سلطان؟ خواب شکوہ فرمایا۔

"میں نہیں جانتا کہ ان کا نام تہینہ بھی ہے۔

"اس نے نہیں بھیجا تھا؟"

"جی ہاں۔ مختصر کشتور سلطان کا خیال ہے کہ آپ ایسے کتے پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو صرف سیاسی لیڈروں کو کاٹتے چھریں۔ مگر کیا مختصر کشتور سلطان ہی سے آپ کو اس کی اطلاع ملی ہے؟"

"نہیں۔ میرا گیم کچھ نہیں یہی غلبہ اور تمہارے پیشے سے بھی واقف ہے؟"

"اوہ میں سمجھا شاید مختصر کشتور سلطان نے آپ کو بتایا ہے۔"

"تم نے اسے سنو۔ کیوں نہیں یاد کروہ برداشت پائیس سے مدد طلب کرے؟"

"میں یہ کیسے ضرور دے سکتا ہوں۔ خواب شکوہ بہ کھیرا۔ یہ مدد معاش ہی ہے۔"

"لیکن تمہارا یہ ذریعہ معاش قطعی طور پر غیر قانونی ہے۔ ہمارے یہاں پرائیویٹ

موقع مسافروں کی گیمس نہیں ہے؟"

"جی ہاں۔ میرا یہ پیشہ قطعی طور پر غیر قانونی ہے۔ لہذا میں آپ کو مشورہ دے

رہا ہوں کہ آپ پرائیس کو اس کی اطلاع دے دیجیے؟"

"مجھے اس کا بھی علم ہے کہ تم قانون کی زد پر مشرک ہی سے آتے ہو؟"

"ہے نا۔ عمران خوش ہو کر بولا۔ اب آپ فرمائیے کہ میں آپ کی کیا خدمت

کر سکتا ہوں۔ میرے پیشے سے تو آپ واقف ہی ہیں؟"

"میری خدمت؟ عمران نے ایک نہ ہر دلی سی منسی سی "میرن خدمت میرے

مشرع عمران کہہ کر خدمت ثبوت ہم پہنچانے میں لڑی چوٹی کا زور صرف کر

دو اگر تم اسے ثابت کر سکتے تو میں تمہیں دس ہزار روپے العام دوں گا؟"

"گڈ۔ عمران چمک کر ہلکا۔ کام تو ایک ہی ہے لیکن اسی کے مختصر کشتور

سلطان سے بھی پہنچے ہزار میں گئے اور آپ دس ہزار فرما رہے ہیں۔"

پندرہ ہزار؟"

عمران کچھ اور بھی کہتا مگر دوسری طرف سے منقطع کر دیا گیا تھا۔

شہاب لکھنوی ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ اس کے بال منہ سے اور گھونگھریے
تھے۔ آنکھیں بڑی اور کافی دکھ تھیں۔ بحیثیت معمولی وہ ایسا ہی تھیں تھا کہ
اوپر سے ملنے کی عورتیں اس کی راستی پر غر کر کے تھیں پہلے وہ صرف ایک خوش گو
اور خوش نواں عورت مگر پھر اس نے بات میں دلچسپی یعنی شریعہ کر دی تھی اور
آہستہ آہستہ اس لائق میں بھی مقبول ہو گیا تھا۔ اس کی دھواں دھار تقریریں آگ
سی لگا رہی تھیں اور جو کچھ جی وہ چاہتا تھا سنے دلوں سے سنا بھڑکتا۔ استقلال
پارٹی کے پہلے بیٹروں نے اسے اچھوں بلایا تھا اور اس میں بھی کسی شبہ
کی گنجائش نہیں تھی کہ شہاب کی شہریت ہی نے اس پارٹی کو کسی زندگی بخشی
تھی۔ لہذا اب اس پارٹی کے دوبارہ ابھرنے کے امکانات نہیں رہ گئے
تھے۔ پچھلی بغیر شوں کی بنا پر نہ صرف اس کا دور اقتدار ختم ہو گیا تھا بلکہ بار
برسر اقتدار آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر شہاب کی آمد اس
کے لئے نیک فال ثابت ہوئی اور اب دلوں کے ساتھ کہا جا سکتا تھا کہ آگے
والے انتخابات میں استقلال پارٹی اپنا گھوٹا ہوا مقام پر حاصل کر لے گی۔
لیکن اچانک اس پر پائل کتوں کی مہمیت نازل ہو گئی اور چار بہترین
دماغ ہاتھ سے جاتے رہے۔ انہیں میں شہاب بھی تھا۔ یہ چاروں بیٹا پنا

ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے۔ مگر کیا حقیقتاً، استقلال پارٹی ان حادثات کی بنا پر ختم ہو جاتی
اگر اس کے کارکنوں نے بروقت کسی سازش کے امکانات کا پرہیز نہ کر دیا ہوتا۔
کر دیا ہوتا۔

یہی چیز حواس کے لئے انہیں کاوش تھی وہ سوچتا کہ اگر یہ کسی آمر کی سازش
تھی تو آخر اس کا مقصد کیا تھا۔ اگر سازش کرے اسے یہ جانتے تھے کہ استقلال
پارٹی کا زور ٹوٹ جائے تو انہیں اس میں سوا بیس لاکھ روپیہ ملی تھی مگر کھوج
سے استقلال پارٹی نے کسی سازش کے امکانات کا پرہیز نہ کیا۔ شریعہ کی ایک تعاضل
کی ہمدردیاں پارٹی کے لئے اسے اور زیادہ بڑھ گئیں تھیں۔ پھر وہ بعض اتفاقات کی بنا
پر لیکن پھر اسے وہ کتا یاد آتا جو ٹپ ٹپ پے ٹپ ٹپ کلب میں بیٹک پانک کی میر
رکھ دیتا تھا۔ اس نے اس کے تکی ٹوٹ جی اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی اور وہ
پڑ، سوا آدمی جو اس کی موت کے بعد ہی کتا کی بڑھ کی ادٹ سے کل کر
پھاٹک کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ - اسی - ایسے کو نوپ شکور شہابیت ہوا تھا۔ درتینہ نوپ شکور
کے لئے جی جنتی چہرہ تھی۔ اور نوپ شکور عمران کو باہر چل کر دھاکا دے
اس کے خلاف تہمت تراجم کرے۔

دوسری طرف کمیٹی میں اس نے بھی شہریت پارٹی شریعہ کر دی تھیں وہ یہ سب
کچھ کھنکھناتے کی خاطر کرتا تھا۔ لیکن نوپ شکور کی طرف رخ کرنے کی بات نہیں
پڑی تھی بلکہ آئندہ اسے یہ یاد کرانے کی کوشش کرتا کہ نوپ شکور - بیس
شریف آدمی سازشی نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ حقیقتاً سازش ہی ہے تو یہ دشمن
کلب کے چاروں سوئوں کے ذریعہ عمل میں آئی ہوگی۔

تھینے سے تسیر کرنے پر تیار نہیں تھی۔ عمران نہ جانے کیوں اس کے سامنے بڑی
بیر کے لگا تھا۔ گردہ کبھی اس سے ملنے لگی اور وہ فلیٹ میں موز بجاتا تب بھی
اسے نہا۔ ہی۔ اسے مانا پڑا کیونکہ سلیمان کو یہی ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ اسے
فلیٹ میں قدم بھی نہ رکھنے دے۔

دوسری طرف راشی اس سے قریب ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے کافی
مدد ملے گا یہابی بولی تھی عمران نے، ابھی تک اس کیس میں اپنے صرف دو مکتوب
سے کام لیا تو۔ ان میں ایک بیک نیر تھا اور دوسرا مفرد وہ مفرد ہی تھا
جو دیر کے شراب خانے سے عمران کے لئے معلومات فراہم کرتا تھا اور اب
بھی شراب خانے کے لئے وہاں سے فلیٹ کی تحریکیں اس کے لئے ملتی تھیں بیک نیر
تو ایک ہفتے کے اندر ہی اندر استقلال پارٹی کا ایک سرگرم کارکن بن گیا تھا اور
اس کی تمام تر ذمہ داری عمران پر تھی۔

ان دنوں ملک ایک عجیب و غریب دور سے گزر رہا تھا۔ جس نے ان
عادات کی ذمہ داری برسرِ امانہ پارٹی پر ڈال دی تھی اور برسرِ امانہ پارٹی
انگوشت بندان تھی کہ اس نکلے کسی کو کس طرح رقعہ کیا جائے
تھکے سرِ غرسان کی سرکاری طور حرکت میں آجکا تھا۔ اخبارات چن رہے تھے
لیکن عمران سوچے۔ ہر تھکے کیا ان اخبارات کے بیڈیٹروں پر بھی پاگل کتوں کے
ٹکے ہوتے ہیں۔

یہ سب سازش۔ سازش کی۔ ٹٹ لگے ہوئے تھے۔ عمران کی دانست
میں اگر وہ سازش تھی کہ سازش کرنے والے نے اسے یہی بتائے۔ کیونکہ سازش
کا مقصد ہونا ہے۔ اعلیت پر پروہ ڈالنے۔ یعنی سازش اس لئے کی
جاتی ہے اسے سازش ثابت نہ کیا جاسکے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی اعلیٰ نہیں

موجھا تھا۔ اگر اس کا مقصد یہ تھا کہ استقلال پارٹی کی رہ میں موڑے اسکا ہے ہمیں
تو ان میں۔ اس کے علاوہ کچھ نام آدمیوں کو بھی پاگل کتوں کا شکار ہونا چاہیے
تھا۔ اس طرح کسی کو نکل اٹنے کا موقع نہ ملے اور کام تو خیر ہو جی رہا تھا۔

تو یہاں میں ان سے کوئی نیا حادثہ نہیں ہوا تھا۔ بسکین اب غراب مشکو
کا نام تھا وہ غور پر جا رہے تھے۔ اس کے ان خبریات کا تذکرہ ہوتا۔ مجرورہ کو تو
پکارتا تھا۔ آزاد اخبارات کے طنز و مزاح کے کاروبار میں اس پر چڑھیں کی جاتیں
تھیں کسی میں اتنی بہت نہیں تھی کہ اس کے خلاف کچھ کر سکتا۔ دوسری
طرف عمران بھی اس کے خلاف ثبوت فراہم کرنے کے سلسلے میں بڑی طرح
شرمارتا تھا۔ لیکن ابھی تک ایک فیصدی کا کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ آخر اس
نہ فیصد کیا رہا۔ اب اسے بھی سچے دن لیسٹری کرنی چاہیے لیکن سب سے اسی
طرح کوئی ماہر ملے۔

بیک نیر کی وجہ سے اسے اس میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کیونکہ
بیک نیر دیکھتے ہی سے استقلال پارٹی کے لئے کام کر رہا تھا۔ یہی بار
بیک نیر ہی نے بیک کو عمران سے درشناس کرایا تھا اور پھر عمران
"بیک" انوں کی بنائی۔ استقلال پارٹی کے جلسے ملاوہ پناہ اور بیرل
کے اکٹھے سے بن کر رہ گئے وہ اپنے مخصوص امتیاز انداز میں طنز و تقریریں
کرتا اور نئے والے لوٹ پوٹ ہو جاتے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ہی سارا
شہر اس سے واقف ہو گیا۔ وہ چونکہ انتہائی مہات کا زمانہ تھا اس لئے شہر
کے کسی نہ کسی جیسے میں روزہ بی عمران کو تقریر کرنی پڑتی تھی۔ اکثر تو ایسا ہوتا
کہ استقلال پارٹی ایک ہی وقت میں شہر کے کسی حصوں میں ٹھیکہ گردا تھی اور
عمران دھرے دھر ہوتا پڑتا تھا۔ لوگ دھڑلے استقلال پارٹی کے حصوں میں

شرکت ہی اس لئے کرتے تھے کہ عمران کی تقریریں۔ انہیں اب فی الحال
بیاگ کتے یا درہ گئے تھے اور نہ وہ چارٹیڈ رجمنٹ کے شہر بزرگ گشت لین
جو گئے تھے۔

عمران اس صدی کا سب سے بڑا امن اس دیکھ جی عقلہ نہیں تھا کہ
نیک اپ کے بغیر جی بیک میں جانا بڑا۔ اس کی طور ی پر ایک نوشتنا
سی فوج کٹ ڈاؤن فیملی اور بایک ترشی ہوئی تو چھیں آنکھوں پر ہم نہیں
کی ایک۔۔۔ لیڈر سے زیادہ کوئی نواسی اسکا معلوم ہوتا تھا۔
تھو گھر اس کے چرچے تھے لوگ جو ٹرانسپورٹروں اور پارکوں میں اسے
گفتگو کا موضوع بناتے اس کی امتحانہ تقریریں پر تہہ سے ہوتے اور
نتیجہ ہی نکالتے کہ وہ بیوقوفوں کے سے انداز میں چنے کی باتیں کہہ جاتا
ہے۔

آج کل عمران کا قیام دانش منزل میں تھا۔ اس کے سامنے ماتحت منت
تھے کہ وہ عمران ہی ہے اور ایس ٹی کے حکم سے دانش منزل میں قید ہے اور
اس کہیں کے لئے جی ان کی باگ ڈور میں ہی کے ساتھ میں رہے گی۔ لہذا وہ
انہیں بن کام پر لگاتا ہے چون دیکھا لگ جاتے تو بر جی ان دنوں یہ حاجی
تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک ٹی کے کسی طرح منظر ممکن نہیں۔ اگر وہ طرست ترک
ہی کر دیتا تو ایس ٹی کے قلاب سے بچا تھا ہی۔ تاہم اس نے عمران کو کیا وہ
عمران کے کہتے کے پیچھے جی رہا نہ پرمبور تھا۔

آج عمران جیسے ہی ایک جلسہ گاہ سے باہر نکلیا تو نانڈو دار سے
ٹھہر بیٹھ ہو گئی اور کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد وہ ایک گلی میں ٹرگٹے۔

”میں نہیں سمجھتی کہ آخر اس معاملے میں ایس ٹی کیوں ویسی لے رہا ہے“
جلیانے پوچھا۔

”میں خود جی ہی سوچ رہا ہوں۔ عمران کچھ سوچا سوا ہوا۔ یہ خیال سے
کہ یہ ایس ٹی کی جہازیں ہیں جسے دوسروں کی انڈن منیجمنٹ کی پاٹ پڑ گئی ہے
”جہازیں کیا“

”کے کام کہتے ہیں“

”جس اس مت کر دیکھا اب میں اتنا جی حق حاصل نہیں ہے کہ جو کام ہمارے
پروڈ کیا جاتے اس کے تعلق کچھ معلوم کر سکیں“

”اسے تو جانا۔۔۔ چائو اس چر ہے کا داغ۔۔۔ تم میرے کان کیوں
کھا رہی ہو۔۔۔ یہاں تو صرف کچھیں نیفیکیشن سے کام ہے تم مجھے معلوم
معاوضہ تو ایس ٹی کی ناک کاٹ کھاری تھیں پر جی رکھ سکتا ہوں۔ اگر وہ
محقول معاوضہ دے تو تمہاری ناک۔۔۔“

”نٹ اپ“

”اور کیا تمہاری ناک پر گلاب کی کیاریاں بنا دوں“

”مجھ سے مت بولو“

”اچھا۔۔۔ اسے پیاری ٹرک۔۔۔ اب میں تجھے حالی دل سناؤں گا“

عمران دردناک آواز میں گلگٹایا۔۔۔ اور اپنی تخی سی داڑھی پر انگلی
پھیرنے لگا۔

پھر دونوں خاموشی سے چلتے رہے۔ جولیا کے چہرے سے آہستہ آہستہ
جھلاٹ کے آثار غائب ہوتے جا رہے تھے۔ دن تھا اس کے کھاتہ سے
ساق تو چلتے ہوئے جی ٹرگٹا ہی ہے۔

”کسی دن شرم تہیں پہنے پھرے سے جی معذور کر دے گی“ عمران نے جواب دیا۔

آخر یہ رد مال اس طرح تمہاری جیب سے کیوں نکل رہا ہے... ایسا ہی کیا ہے لڑکھاپن؟

”نکالیں“ عمران چونک پڑا۔ ادب اس کی نظر اس رد مال پر پڑی جو اس کی باقی حاشیہ والی جیب سے نکل رہا تھا۔

”اا... مگر... یہ... یہ...“ میرا تو نہیں ہو سکتا! اس نے رد مال جیب سے نکالتے ہوئے کھانسی کی پٹ جو یا نے بھی موسس کی۔ وہ ایک معذور خوش رنگ رد مال تھا۔

”یڈر ہونا بھی بڑی شاندار چیز ہے۔“ عمران ٹنڈی سانس لے کر بولا۔
”میری تم میں اندھیرے میں تھا۔“ یڈر کی کرنا دنیا کا آسان ترین پیشہ ہے عزت، دولت، شہرت سبھی کچھ ان کی آن میں نصیب ہو جاتے ہیں۔“
”تم اس رد مال کی بات کر رہے تھے؟“

”ہاں میرے نہیں ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ میری کس طرح اپنے ملاحوں میں گھرا ہوا تھا۔ اسی وقت کسی نے یہ تھوڑی سی جیب کی نذر کر دیا ہو گا۔۔۔
”نام... ٹھیک ہے... اس مجھ میں دو تین لڑکیاں بھی تھیں... ان میں سے کسی کو میری ڈاڑھی پسند آگئی ہو گی۔“

”پھر ٹھیک مار لے گئے؟“
”کیا تمہیں میری ڈاڑھی پسند نہیں آتی؟“
”مجھے پٹاڑی بکروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“
”سو سٹرائیڈ کی بکریاں ہمیشہ کاروباری کے ساتھ میری وقت بتاتی ہیں مگر“

کبھی مونس ہو۔ جس ڈانک دوڑ؟

”میں پٹاڑی بکروں کی بات کر رہی تھی۔“

”اتنی جھڑپیں مجھے بھی یاد ہے کہ سٹرائیڈ ایک پٹاڑی کا ہے۔ اب بھی مگر تمہیں پٹاڑی بکرے پنہ ڈائیں تو تمہارے لئے آسمان سے بکرے اترنے کی دعا کروں گا۔“

ابھی وہ نکل کے اختتام پر بھی نہ پہنچے تھے کہ اپنا ایک ایک بڑے سے کہتے نے عمران پر چھانک لگا۔

”ارے ہاپ۔“ عمران اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اس کا گونگے کی قرحی پر پڑا۔ جو یا تو پہلے ہی صبح مار کر ایک طرف ڈھیر ہو گئی تھی۔

لیکن عمران کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ کتا دوسرا حملہ کرنے کی بجائے اس کے ہاتھ سے گرا ہوا رد مال منہ میں ڈبا کر حرکت کی طرف بھاگ نکلا تھا۔

”ایسا اونٹنی ڈانگ کے پیچھے...“ میرا رد مال ”عمران اس کی پیچھے بھاگا۔“
”ارے تم پاگل ہو گئے ہو۔“ میرا... ”جولیا تہی۔ مگر عمران... نکالیں۔“

جولیا نے اسے شاک پار کر کے سامنے والی گلی میں گھستے دیکھا... کتہ بھی اچھل گیا تھا۔

جولیا چند لمبے بے حد حرکت کھڑی رہی۔ جی چہ چونک کر اپنے پڑے بھاڑے اور سر کا وہ حصہ ٹوٹنے لگی جہاں گرنے سے چوٹ آتی تھی۔ پھر اس پر بدحواسی کا دورہ پڑا کیونکہ کئی آدمیوں نے اسے گرتے دیکھ لیا تھا۔ وہ بے تحاشا اسی گلی میں لڑکی جس سے نکل کر گئے نے عمران پر چھانک لگا تھا۔

آخر کے رات تک جو لیا نے تقریباً پندرہ بار دانش مزیں کے خبر ملک کے
لیکن ہر بار ایسی ہی ہوتی۔ پھر ملک ذکر اس نے عمان کے ٹیٹ کے خبر آنے
دوسری طرف سے یہاں نے جواب دیا کہ صاحب تقریباً ایک ہفتہ سے گھر
نہیں آتے۔

جو سخت الجھن میں تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کیا وہ کسی اقلانہ عمان پر
بھٹا تھا یا پھر اس لئے کہ وہ بھی ان دونوں استقلال پارٹی کے ایک لیڈر کی
پیشیت سے کافی مقبول ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے اس پر دوسری بار حلیہ کون
نہیں کیا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ فون کی گفتگو بھی۔

اس نے مضطربانہ انداز میں ریسیور اٹھالیا۔ اور پھر۔ دوسرے ہی لمحے میں ایک
طویل سانس اس کے پیچھے پڑوس سے آزاد ہوئی۔ کیونکہ دوسری طرف سے
بولنے والا عمان ہی تھا۔

”جوریا نا۔۔۔ کیا تم ہر۔۔۔ ۱۰۰۔۔۔ ۱۰۰۔۔۔ میں بھی پاگل ہو گیا
ہوں اور اب تمہیں کتوں کی زبان میں ایک دھواں دھار تقریر سناؤں گا۔“
عمان نے کتوں کی طرح میوٹھا شروع کر دیا اور دھواں دھارنے لگی۔
”فاموش رہو۔ فاموش۔۔۔ میں کتنی برس میری سنو۔ ورنہ اب میں

میں پاگل ہو جاؤں گی۔“

”وری فائن۔“ دوسری طرف سے آواز آئی ”تم بھی شروع ہو جاؤ۔“
مجھے یقین ہے کہ اگر ہم ڈویٹ کا سکین تو انہوں کے پلے بیک سکر کی کیفیت
سے۔۔۔“

”تم کہہ عمران۔۔۔ پھر کبھی سی لوں گی مجھے بتاؤ کہ تم اس کتے کے پیچھے
کیوں دوڑتے تھے۔“

”کتنے دڑتا تھا۔ وہ بھی کیا یا دکتا کہ کبھی کسی سیاسی لیڈر سے رابطہ
پڑا تھا سنا اسوس مجھے اس کی ضرورت نہ مت کا موقع نہ مل سکا۔“
”کیوں کیا تھا۔“

”عبداللہ اسکوئر کے قریب کسی نے اس کا خاتمہ کر دیا۔“
”کیسے؟“

”خبر سے۔ اور وہ خبر کسی نامعلوم آدمی نے چھپکا تھا۔“
”تم نے کسی کو خبر چھپکے نہیں دیکھا تھا۔“

”میں نے تو دیکھ لیا تھا۔ مگر شاید اور کسی کی نظر پڑی ہو۔“
”پھر کیا کیا تم نے؟“

”ممبر کیا میں نے اور ہزاروں مسلمانوں میں اس گدھے کو جس نے مجھے
اپنے لیڈر ان کمالات دکھانے کا موقع نہیں دیا تھا۔“

”کیا تم نے اس کا تعاقب نہیں کیا؟“

”موقع نہیں تھا۔ میں نے سوچا کہیں کتے کی لاش بھی نہ غائب ہو جائے
لیکن میں اس آدمی کو ہزاروں میں پہچان سکتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ وہ
میک اپ میں بھی نہیں تھا۔“

”نیکو وہ کتا۔ کیا تمہاری دولت میں وہ بھی نہیں کتوں میں سے تھا۔“
 ”نہیں تو۔ وہ بچا رہ تو لڑکچہ کا جیتا تھا۔ بڑی مصروفیت سے
 کھا گیا۔“

”عمران آدمیوں کی طرح بات کرو۔ ورنہ۔۔۔“

”ورنہ تم بھی جبر کر لو گی۔ نہیں سنو۔ اس مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اسی قسم
 کا کتا تھا جس کو تم نے کتے چار بیکڑوں کا بیڑہ باز کر رکھے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی
 تو وہ اتنے پر اسرار طور پر مایکوں ڈالا جاتا، غالباً اس کتے کی طرف سے کسی
 کو یہی خدشہ لاحق تھا کہ کہیں وہ سارسش کے مرکز تک میری رہنمائی نہ کر بیٹھے
 اور وہ رومال میں ڈر کر دم ڈال دے۔۔۔“

”بھلو۔ خاموش کیوں ہو گئے؟“

”میں بھی ہی سوچ رہا ہوں کہ میں خاموش کیوں ہو گیا۔۔۔ میں سوچ
 رہا تھا کہ اب وہ رومان تمہیں کیوں نہ پڑنے نہ لگے۔۔۔“

”اچھا شہر۔ میں دانش منزل میں آ رہی ہوں۔۔۔ پھر تم سے بھگن گئی؟“
 ”نہیں۔ دانش منزل سے کب بول رہی ہوں۔ میں اس وقت وہاں نہیں
 ہوں۔“ عمران نے کمالا کی طرف متوجہ کر دیا۔

۔۔۔۔۔

روشنی اور میل نائٹ کلب میں عمران کا ذخیرہ کر رہی تھی۔۔۔ اس بچے عمران وہاں
 پہنچا۔۔۔ اس وقت وہ ٹیکہ اپ میں نہیں تھا۔

”کیا خبر ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”پچھلے تم اپنی سناؤ کیا یہ درست ہے کہ آج شام کو انتقال پارٹی کے کریکٹ
 میڈر شمشیر کزاد پر بھی ایک پاگل کتے نے حملہ کیا تھا؟“
 ”بالکل درست ہے لیکن تقریباً آزاد اسے کاٹ نہ سکے۔“
 ”کیا مطلب؟“

”کاٹنے کا مطلب کٹنا ہی ہوتا ہے۔ روشن ڈیزر۔۔۔ اور اگر زیادہ گہرائی میں
 جاؤ تو بیلانا بھی ہو سکتا ہے۔“

”میسے پاس بھی ایک بہت ہی اچھا خبر ہے۔“

”جنوں کا تہوار؟“ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں
 بولا۔

”یقیناً۔“

”آہ۔۔۔ اچھا۔“ عمران ایک طویل سانس لے کر کسی کی پشت سے ٹپک
 گیا۔

”بس شرجی کر دو۔ میں صرف چندہ منٹ دے سکتی ہوں۔“ روشنی کھاتی

کی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی۔

”پندرہ منٹ بہت جوتے ہیں مدتی۔ جہاں تک کاٹنے اور جیلانے کا تعلق ہے یہ ایک سیکنڈ میں بھی ہو سکتا ہے۔“

”اچھا تو میری بھانجی پر سے گانے روشنی دانت میں گھولی۔“

”عمران کچھ دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرتا رہا پھر کتے کا ذکر ہو چلا دیا۔۔۔ روشنی خاموشی سے سنتی رہی۔“

”تو کیا۔۔۔ وہ رمال۔۔۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔“

”یقیناً۔۔۔“ عمران نے سر ہلا کر کہا۔ میں پتے ہی سے ایسی کسی چیز کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔ درنہ نہ کتنے ہی سلام کہے کہ مزاج شریف پوچھ سکتے ہیں۔ صرف لیڈروں کو پہچان پہچان کر کاٹنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کتے کا پلا تھیں مٹی ٹھٹھک کر لپٹ جاتے۔“

”شٹ اپ۔“

”ہم خیر۔۔۔ ہاں تو۔۔۔ وہ تیار اصل رمال ہی پر آیا تھا۔ اگر رمال میرے ہاتھ میں نہ ہوتا اور اس کے جھپٹنے ہی گز گیا ہوتا تو کاٹنے کا مطلب جیلانا ہی ہوتا۔ روشنی ڈیسر اور میر شاہی جوں کا موٹی۔۔۔“

”تو اس کا یہ مطلب ہو کہ وہ کتا اس رمال کو پہچانتا تھا۔“

”نہ صرف پہچانتا تھا بلکہ شاید اسی کے لئے پاگل بھی ہو سکتا تھا۔ فرق کرو“

”اگر میری جیب میں ہوتا تو وہ اسے مرعات میں نکال لے گیا ہوتا۔ کاٹتا جھوٹا“

”پر سے پہچانتا۔ اور پھر اس بچہ سے عمران میں کسی کتے کے پلے کا پاب بننے کی صلاحیت بھی نہ رہ جاتی۔“

”سگر رمال۔۔۔“ روشنی کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

”یہ نامکن نہیں ہے کتے کی خاص قدر کی رو پر لگاتے ہا کتے میں۔ شکار کی کمر کے سلسلے میں۔ ایک بہت ہی عام بات ہے یہ انڈیل ہے کہ گھر پر پہنچنے والا کتا کچھ بڑا ڈنڈہ کھاتا۔“

”کیا وہ رمال تمہارے پاس ہے؟“

”۔۔۔ روشنی۔۔۔ یہ وہ آزادانہ منوں کی دشمن ایک تم مجھے گھڑتوں سے“

”نجانا جانتی ہو۔۔۔ اسے اس رمال کو سا تو رکھا۔ کسی ٹیکلو پر نیزہ رکھ کر“

”ساتھ رکھنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔“

”مزدوری نہیں ہے کرم سے اندازے کی قطع نہ ہوتی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ“

”کتوں کا عمران رہا ہو۔“

”یہ بات کئی سے تم نے پتے کی۔۔۔ جیتو۔۔۔ یعنی۔۔۔ پہلے اس نے مجھ پر“

”حکم کیا۔ پھر سب میرا گھونٹا۔ اس کی ناک پر پٹا تو اپنی حماقت کا احساس ہوتے“

”ہی مجھ پر شام کے لئے رمال مارے گیا۔ مگر پھر ایک آدمی نے اسے موت“

”کے گٹ ش کیوں مار دیا۔“ سب کہ اس بچہ سے مرید پاگل پن کا مظاہرہ بھی“

”نہیں کیا تھا۔“

”روشنی کچھ بولی۔۔۔ اور عمران نے پھر کہا۔ اس نے تین تیسیر کتا۔ پڑے“

”کاگو وہ کتوں کا عمران ہیں کچھ کیپٹن نی مل تھا۔۔۔ کیا سمجھیں۔۔۔“

”روشنی کچھ بولی کچھ دیر تک خاموش رہی پھر عمران چوہے تک کا پکٹ پھاڑتا“

”حوالہ دے۔ اب میں تمہاری خبر کا منتظر ہوں۔“

”تم جانتے ہی ہو کہ میں آج کل جاسوسی ناول پڑھا کرتی ہوں۔ دن بھر اپنے“

”نیلٹ جی ٹی رہتی ہوں۔ رات کو میاں میں آتی ہوں۔“

”مگر اب تم نے۔“

"کچھ نہیں، مددش ہاتھ اٹھا کر بولتے ہیں نے سنا تھا کہ پر بھی کسی پاگل کہتے
نے عذہ کی تھا۔ اس لئے مجھے تشویش تھی مگر خیر تم بھی گئے۔ اس کا شکوک
ہے۔"

"کہاں بھی گیا... معاملات کی نوعیت تو اس وقت تو ہماری سمجھ میں آئے گی
جب میں تین مہینے بعد یہ پائے والی تمہارے سر پر توڑ دوں گا۔
"وہ پھر تیرے کہہ رہا ہے ہاں گئے کیونکہ اس وقت دشواریاں پیش آ رہی تھیں
کیا آپ میں نہیں ہوگا؟

"میں نے تم سے کہا تھا کہ تم تینہ کو قریب سے دیکھنے کی کوشش کرو۔
"اور یہ تو بھول گئی تھی کہ میں ان دونوں تینہ کو بھی بہت قریب دیکھتی
رہی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ تم پر گفت بھی بھیجتی رہی ہوں کہ تمہاری عقل کہاں
چھلنے لگی ہے؟

"کیوں؟"
"تینہ فرار ہے۔ کھلی سوتی ٹھاڑ ہے۔"
"کیوں؟"
"وہ نواب شکر سے مل گئی ہے۔"
"کیا ہو اس سے؟"

"یقین نہ آئے تو کمپشن نیامز سے پوچھ لو۔ کل شام کو اس نے مجی اسے وہاں دیکھ
تھا۔"

"کسے کہاں دیکھ تھا؟"
"نواب شکر کو سلطان محل میں دیکھا تھا۔"
"مگر نیامز تو اسے پہچانتا ہی نہیں ہے۔"

"میں تو پہچانتی ہوں۔ میں تو اس آدمی کو عاقبتی ہوں جس کے لئے مجھے کسی دنوں
تک اسی کلب کے ایک کمرے میں قید کرنا پڑا تھا۔"
"بات جلدی تم کرو؟" عمران کو ان کی گھڑی دیکھا ہوا ہوا تھا۔ "میں زیادہ کلم
نہیں مہر سکون گا۔"

"تینہ! اس میں مگر یہ دوست بن گئی ہیں۔ میں اکثر سلطان محل جاتی ہوں۔ اکثر
سے ملاؤں میں کئی بار بھی۔ وہ مجھے فون کر کے بلاتی ہے اور ہم گھنٹوں گھنٹوں
کیا کرتے ہیں۔ کل اتفاق سے میں اور کمپشن نیامز ساتھ ہی وہاں پہنچے۔ نیامز
نے، پنا کارڈ اڈہ بچا لیا۔ اور عمران ہی پر اسے کچھ سے گفتگو کرنے لگا۔
موسیٰ غروب ہو چکا تھا۔ مگر اندھا نہیں ہوا تھا۔ دھن میں نے اندر سے ایک
آدمی کو بکھڑے دیکھا وہ الٹے پہنے ہوئے تھا۔ جس کے کارڈ کاٹوں سے اوپر اٹھے
ہوئے تھے اور فلٹ میٹ کا گوشہ پیشانی پر تھا۔ پہلے کا اذان یا کل اسی آدمی
کا ساتھ تھا۔ جس کا چہرہ میں بیاں اس کلب میں بھی نہیں دیکھ سکی تھی۔ نیامز بھی
اسے شبیہ کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ ایک اس آدمی نے برآمد سے کہیں
سے اترتے وقت ٹھہر کر کھائی اور گرتے گرتے پہچانیں اس کی فلٹ میٹ سے
گڑ گئی تھی۔ اس طرح مجھے کتبہ جاری فستق اشغال کی ڈاڑھی نظر آئی اس
نے جلد ہی نہ صرف فلٹ اٹھا کر سر پر بھائی بلکہ کار بھی دو بارہ اٹھا دیا۔
نیامز اسے صحت یمنے کی نظر سے دیکھتا رہا تھا۔ میں نے اس کے چہرے
پر ایسے آثار نہیں دیکھے جن سے یہ ظاہر ہوتا کہ وہ اس آدمی کو پہلے
سے جانتا تھا۔"

"کیا نیامز نے اس کے متعلق کچھ پوچھا تھا؟" عمران نے پوچھا۔
"نہیں کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ کچھ کنا جانتا تھا۔ لیکن میرا وہ دیکھ کر

لہے خاموشی ہی اختیار کرنی پڑی تھی۔ میں نے دراصل اس کی طرف سے بے تعلقی ظاہر کرنی شروع کر دی تھی۔ ہم اندر پہنچے . . . وہ خلافت معمول بہت اچھے موڈ میں نظر آتی، اس وقت وہ خراب پڑ رہی تھی اور نہ غوم تھی۔ نیا من جو دراصل اسی بچکر میں گیا تھا جلد ہی اصل معاملے کی طرف آگیا۔ لیکن میں نے کوسس کیا کہ تہینہ بات اٹانے کی کوشش کر رہی ہے مگر نیا من نے بھروسہ جاری ہی رکھی۔ آخر تہینہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی کہ ہوسکتا ہے وہ غلطی پر رہی ہو۔ لیکن جس شخص کی دنیا پر کسی کے پیچھے چڑھنا بڑی بات ہے، انداز ہی نہیں ہے کہ شہادت حقائق میں ہی تبدیل ہو جائیں۔ لہذا اب وہ اپنی زبان بند ہی رکھے گی۔ اس کے ان خیالات پر کیپٹن فیاض نے بید خاموشی ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ خود وہ جی نو اب شکور کو اتنا ہٹاؤ دی نہیں سمجھتا اور پھر برصغیر تذکرہ اس نے یہ بھی بتایا کہ نو اب شکور سے کبھی نہیں ملا۔ صرف اس کے منہ سے سنا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جی وہ اس کے متعلق کوئی بڑی راستے نہیں رکھتا۔

”کیا تم نے فیاض کو بتایا تھا کہ وہ نو اب شکور ہی تھا۔ عمران نے مضطربانہ غلاف میں پوچھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ میں نے بتایا ہو گا یا نہ بتایا ہو گا۔“

”تم اتنی جھنجھٹ بھی نہیں ہو کہ بتاؤ جسے کی غلطی تم سے سرزد ہوئی ہو۔“ روشنی مسکرائی اور عمران کی آنکھوں میں دھجکتی رہی۔ پھر ایک طویل سانس لے کر بولی۔ ”اب تہینہ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔“

”وہ ایک غولہ دہشت زدہ کی ہے۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر

”جنگ میں جاز۔ روشنی بڑبڑاتی۔ پھر جھک کر کہا۔ میں اب اس سے نہیں ملوں گی۔ تم خواہ مخواہ میرا وقت بھی برباد کر رہے ہو۔“

”اچھی بات ہے، آج سے تم اپنا وقت برباد کرنا چھوڑ دو۔“

”نہیں، اب میں تہینہ کو کچھ دیکھ کر نو اب شکور کی طرف توجہ دوں گی اس لئے تمہیں پہنچ گیا ہے کہ تم اس کے خلاف ثبوت فراہم کرو۔“

”لیکن تم اس کی طرف توجہ دے کر اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں فراہم کر سکو گی۔“

”کیوں۔“

”میرا خیال ہے کہ اس کے لئے بھی تہینہ ہی مناسب ہے گی۔ اگر تہینہ کے پاس اس کے خلاف کوئی غوسہ ثبوت نہ ہو تا تو وہ تہینہ کو لانے کی کوشش کریں گے۔ تاہم سب سے کہہ دیتے ہیں کہ اس کے خلاف نہ ملتی پھر ہی جاتی۔ لیکن کل تم نے اسے تہینہ کی کوئی چیز میں دیکھا اور اس کے بعد تہینہ کا رویہ بدل گیا۔ یعنی اب وہ سوچنے لگی ہے کہ ممکن ہے وہ غلطی پر رہی ہو۔“

”قرین تیس ہے۔“ روشنی کچھ سوچتی ہوئی بولی اور پھر ایک بیک اس کی آنکھیں چمکنے لگیں اور اس نے کہا۔ ”اوہ ٹھیک یاد آیا۔ کل اس نے کیپٹن فیاض کو یہ بھی بتایا تھا کہ وہ اور نو اب شکور آکسورڈ میں کلاسز دیوارہ چکے ہیں۔ کیا پھر یہ ممکن نہیں ہے کہ نو اب شکور اسے چاہتا بھی ہو۔“

”قفس ہے۔“

”اگر اس نے شباب کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے یہ حرکت کی ہو تو اس پر حیرت بھی نہیں کی جاسکتی۔“

”نیاہ نہ سوچو اگر اسے شباب ہی کو راستے سے ہٹاتا تھا تو اتنا جگامہ

ایک نکتے نے اس کے ہاتھ پر چھٹا مارا۔۔۔ ہاتھ زخمی ہو گیا اور کتا رومال
ہاتھ میں دگر بھاگ گیا۔

”اے دوسروں نے کیا بتایا؟“

”دوسروں تک میں دیر سے پہنچاں یہ کہتوں کا زہر آکر کھچکا تھا لہذا
ان سے کوئی بات معلوم کرنا بہت مشکل تھا۔“

”وہ پاگل ہو چکے تھے؟“

”جی ہاں“ بیکہ زبیر نے کہا۔ رومال کہ کہانی کافی شہرت پاری سے
آپ پر بھی تو کوئی کتا چھٹا تھا۔ آج شام کو اس کے سسلے میں جی رومال کی
کہانی سنی گئی ہے۔ آپ اس کے دلچسپے دوڑتے ہوئے پلٹے گئے تھے۔ لیکن
کسی نے کتنے کو جاک کر دیا اور کتنے کے منہ میں ایک رومال دیا ہوا تھا۔

”آہ۔ تو کل کے اخبارات۔۔۔ کافی دلچسپ ہوں گے؟“

”لوگ ملائیہ کو اب شکور کا گایاں دیتے پھر رہے ہیں؟“

”اوہ۔۔۔ تب تو۔۔۔ دیکھو بیکہ زبیر۔۔۔ اب بہت زیادہ تھا
رہنے کی ضرورت ہے؟“

”میں بالکل تھکا ہوں جناب۔“

”اور آپ کل سے تمہیں شیشہ آنا نہیں نظر آئے گا؟“

”کیوں؟“

”اب ضرورت ہی کیا ہے۔ میں مرثیہ معلوم کرنا چاہتا تھا وہ پاگل کتے
مرثیہ سیاسی لیڈروں پر ہی کیوں جھپٹتے ہیں؟“

”رومال۔“

”ہاں۔۔۔ رومال اگر تمہیں ملے کہ پر کوئی خوش رنگ اور صاف ستھرا

رومال پڑا ہو، اور کہانی دے دے تو اے مزدور اٹھاؤ گے میری سیب سے
جو رومال زیادہ مواقع بہت خوش رنگ اور خوبصورت تھی۔ معطر۔ ریشی ایسا
معلوم ہو۔ ہاتھ بچھے اسے استعمال ہی نہ کیا گیا ہو۔ وہ کتنے زہریلے ہیں۔ اور
کسی خاص تیر کی خوشبوؤں کو وقتی طور پر پاگل کر دیتی ہے۔ وہ اس مخصوص خوشبو
اے رومال کو حاصل کرنے کے لئے لوگوں پر حملہ ہی کر دیتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ
خفیہ پاگل ہو تے تو جو جو سامنے پڑ جاتا ان کے پاگل پن سے محفوظ نہ رہتا لیکن
میں نے دیکھا تھا کہ ایک کتابچہ پر پاگلوں کی طرح مجھے کرنے کے بعد رومال منہ
میں دبا کر مرثیہ کتوں کی طرح جاکھینا لگتا تھا۔

”جی ہاں قطعاً۔۔۔ اس کے بعد وہ اور کیسے ہو سکتا ہے؟“

”اچھا۔ بس۔“ عمران نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے میں پھر نہیں رنگ کروں لہذا
جہاں جو میں رہتا۔“

عمران۔۔۔ مسئلہ خفیہ کے کتنے نشت کے کرے میں چلا گیا۔ وہ اپنے
لیڈٹ میں واپس آگیا تھا۔ تو میری ہی دیر بعد کیسٹیں نیاں دھڑ دھڑانا ہمارے
میں گس دیا۔ اس کے ہرے پر تشویش کے آثار تھے۔

”میں اس سے کیا ہوں کہ جی اس معاملے میں دلچسپی ہے۔ ہو۔ ہو
سکتا ہے سر سلطان نے تمہیں اس پر مجبور کیا ہو؟“

”کھلی ہی ہو سکتی ہے۔ سویرا یا من۔ پڑ۔“

”میں نے ہی بی شام کو اب شکور سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ
انہی کوئی میں مدد نہیں دے گا۔“

”پلے بھی کبھی مل چکے ہو؟“

”نہیں۔“

”پھر کیسے کام چلے گا۔ سو پر فیاض۔ تم آتے دوں سے تمہیں کے لئے جھک کر رہے ہو لیکن نواب شکور سے مل گئے۔“

”مجھے یقین تھا کہ تمہیں غلط فہمی میں مبتلا سے۔ نواب شکور تو بہت شریف آدمی ہے۔“

”اب کیا خیال ہے؟“

”کیا بتاؤں۔ مجھ میں سی نہیں آتا کہ اس کے متعلق کیا نفعیہ قائم کروں اور نواب تو ان کٹوں نے عام آدمیوں پر بھی حملے شروع کر دیئے تھے۔“

”بس تو پھر مزہ کرو صاف ظاہر ہے کہ پتے جو چار۔ میڈر رہی ان کی زد میں آتے تھے۔ وہ محض اتفاق تھا۔ ورنہ عام آدمیوں پر دانت صاف کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟“

”مگر وہ مالوں کی کمائی ہے۔“

”اں۔ اں۔ میں نے بھی سنا ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔“ لیکن یہ افواہ بھی بڑھ سکتی ہے؟“

”جو سکتا ہے۔ یہ بات ہو۔ لیکن کیا تمہیں شہر کی حالت کا علم ہے۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں صبح ہی سے تھکے ہوئے۔ آج کل باہر نکلنے کی ہمت ہی نہیں پڑتی۔“

”اچھا ٹھہرو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔“ فیاض نے آگے بڑھ کر بیٹو سکول دیا۔

”کوئی ریکارڈ ہی رٹا تھا۔ جیسے ہی وہ ختم ہوا۔۔۔ آواز آئی۔“

”اب آپ ایک اہم سرکاری اعلان سنیتے۔“

پھر کچھ دیر بعد آواز آئی۔ ہر فرد کو عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حکومت استقلال پارٹی کے پاگل کٹوں والے اسسٹنٹ کونسلروں کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ یہ حکومت کو ہذا نہ کرنے کے لئے ایک اوجھی حرکت ہے۔ استقلال

پارٹی کو آپ غیر قانونی جماعت بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن حکومت اس قسم کا کوئی فیصلہ عبوری قدم اٹھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ نظم و ضبط برقرار رکھیں۔ حکومت ان واقعات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی

مقرر کر چکی ہے جس میں عوام کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ آپ اڑا ہوں پر کان نہ دیکھیں۔ کسی پرائمن شہری کو اس سلسلے میں ملوث نہ کیجئے۔ ایک بار پھر آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی فرد کسی کے خلاف واضح ثبوت ہم پہنچاتے بغیر اسے کسی قسم

کا الزام دے گا تو اس کے خلاف سخت ترین قانونی کارروائی کی جائے گی۔“

”کیپٹن فیاض نے ریڈیو بند کر کے کہا۔ ہر اخبار و منٹ کے بعد یہ اعلان دہرا جا رہا ہے۔ تم اسی سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ کڑی کیا حالت ہوگی۔“

”اں۔۔۔ عمران کچھ سوچا ہوا بولا۔ تو کیا۔۔۔ نواب شکور خطرے میں ہے۔“

”یقیناً مجھے خوف ہے کہ کہیں لوگ اس کی کوٹھی پر چڑھائی نہ کر دیں؟“

”لیکن اس کی حفاظت کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے۔“

”کوٹھی کے گرد دست قہم کا پردہ ہے۔“

”ٹھیک ہے اور اب تمہیں نے بھی نواب شکور سے صحیفہ نہ کر لیا ہے؟“

عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"بہتر نہیں کیا چکے ہے۔ فیاض اپنی بیانیہ رنگ رتا ہوا بولا۔

"کل تم دونوں میں کیا باتیں ہو رہی تھیں؟

"روشنی بھی تو موجود تھی۔ اس نے نہیں بتایا؟

"بتایا تو تھا۔ مگر وہ نشے میں تھی اس سے میں کم از کم اپنے کالوں پر قبضہ

نہیں کر سکتا؟

"کیا بتایا تھا؟

"یہی کہ تو اب شکور بھی وہاں موجود تھا۔ جب ہم دونوں پہنچے

تھے۔۔۔"

"تب تو وہ یقیناً رہی ہوگی فیاض کے ہونٹوں پر ایک پریشان سی

مسکراہٹ نظر آتی؟

"نہر سو پر فیاض۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا تھا جس نے پورے

کے یہ جیروں پر شوکر کھائی تھی؟

"کیوں؟۔۔۔ وہاں دیکھا تھا؟ فیاض کو کھلانے ہوئے انداز میں بولا۔

"اس کی گتک جاری تھی۔ اشفاق کی ٹھٹھی بھی دیکھی تھی؟

"ہاں۔۔۔ ان کو بھی بکھری ہوئی؟ فیاض ہنسنے لگا۔

"تو پھر غائب شوکر کس جانور کو کہتے ہیں؟

"نہیں؟ فیاض ہنسنے لگا۔

"بیٹہ، بیٹھو۔۔۔ سیدمان؟ عمران نے کہا؟ کپتان صاحب کے

لئے چائے لاؤ؟

"چائے کے پیچے میں تمہیں مار ڈالوں گا؟ فیاض دانت پس کر کے گونڈ

دکھاتا ہوا بولا۔

"ایسے نہیں مروں گا، سو پر فیاض۔ پیٹے بیٹھے جاؤ۔ اپنے حواس درست

کر دو۔ آنکھیں ذرا نشلی بناؤ۔۔۔ پھر میری طرف اس طرح مسکرا کر دیکھو کہ میں

اٹھ کر پانی پیٹے بیٹھے جاؤ؟

"عمران خدا کے لئے سنبھید سو جاؤ؟

"میں تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہوں۔ سو پر فیاض؟

"مجھے بتاؤ کہ میں کیا کروں؟

"جو کچھ میں بتاؤں گا نہ کہی نہیں کرو گے؟

"تو اگر کوئی مسئلہ ہو کر گذرے تو اس کی طرح چلیں تو یہ کیسے کر

سکوں گا؟

"نہیں۔۔۔ تم ان چاروں لیڈروں کو حراست میں لے لو؟

"ان پاگلوں کو؟

"ہاں ان پاگلوں کو؟

"یہ ممکن؟۔۔۔ کیوں؟

"میں قطعی سنجیدہ ہوں سو پر فیاض۔ ان چاروں کو حراست میں تو

لے لو؟

"یہ ایک مشکل کام ہے۔ حکمت پہنچے ہی، ممکن کر رہی ہے کہ وہ کوئی غیر

جمہوری طریقہ نہیں اختیار کرے گی؟

"حالات کا یہی ادراک تمہیں سے نہ حکومت کو؟

"کیسے تم یہاں اس مٹھے سے فیٹ میں بیٹھ کر دنیا بھر سے بچو؟

فیاض جیسے لٹے بیچے میں بولا۔

"تم شوخیں بکھار دیکھنا فیاض۔ اگر میں یہیں شہید نہ ہو جاؤں تو مجھے باقاعدہ گولی مار دینا۔ دیے اگر تم ان پاگلوں کو حراست میں نہیں لے سکتے تو اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔ ورنہ میں تم پر فٹ کی پیکاری مارنا شروع کر دوں گا۔"

"لیکن تم یہ شورہ کیوں دے رہے ہو۔
"کیونکہ انیسویں آئی پویس کی حراست میں ہونا چاہیے یا پاگل خانے میں۔"

"میں وہ معلوم کئے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔
"وہ معلوم کر لو جب تم ایسا نہیں کر سکو گے۔ جب تم خواب شکور کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے تو۔۔۔"

"پھر وہی خواب شکور ہے۔
"اں۔۔۔ حقیقتاً خواب شکور ہی ان معیبتوں کی جڑ ہے۔
"یعنی۔۔۔ اب تھوڑے۔"

"ہاں۔ اب تھوڑے تم سے شادی کر لے گی۔ عمران جیڑ کر لولا آخر تمہارے سر پر تھیند اس بڑی طرح کیوں سارا ہے۔
"تمہاری ادب پناہنگ اتنی بڑی کچھ میں نہیں آتی۔
"اگر کچھ میں آئے تھیں تو تم بھی اسی ٹرے ہونے ٹیٹ میں رہنا شروع کر دو۔ لہذا کچھ میں نہ آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔"

"فیاض کچھ نہ بولا سہیلان مجھے اس کی ٹرسے میز پر رکھ رہا تھا۔ اس نے اشارے سے عمران کو بتایا کہ پرائیویٹ فون پر کسی کی کال ہے۔
"میں ایک منٹ میں آیا فیاض۔ لہذا تھرورم تک جاؤں گا۔ عمران

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں پرائیویٹ فون تھا۔
"جیلر۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
"حضرت اسپیکنگ سر۔
"اوہ۔ کیا خبر ہے؟"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں بغاوت نہ ہو جائے پاگل کتوں نے شہر میں بڑی ابتری پھیلا دی ہے۔ اس وقت تک پچھتر وارداتوں کی رپورٹیں مل چکی ہیں اور رندوں کی کمانی ہر ایک کی زبان پر ہے۔"

"تو بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہے؟"

"جی ہاں جناب! اکثر جگہوں پر تیزجوبان اور مغانی نے لوگوں کو شوشے کرتے ہوئے سنا ہے۔ ایک حکم ہی ہے کہ خواب شکور کے محل کے گرد حصار ڈالنے والے فوجیوں سے بھی نیٹ لیا جائے اور پھر محل میں چاروں طرف سے آگ لگا دی جائے۔"

"اوہ۔ تمہیں یقین ہے کہ ایسا ہو جائے گا؟"

"حالات یہی ہیں کہ رہے ہیں جناب۔"

"مجھے برا فحس ہو گا اگر خواب شکور مل کر مر گیا۔ اسے داں سے زندہ نکال لاؤ۔ ہر قیمت پر خواہ کچھ ہو۔"

"چاروں طرف فوج کا پھرو ہے جناب۔"

"اس کے باوجود جی تو اندر پہنچ سکو گے۔ تدبیر میں پہلے ہی سوتچ چکا ہوں گا۔ رانچیف کا مجھڈا استعمال کرو۔ مسلح کارہائیں یہیہ کارہائیں مل جائیں گی اس پر گا۔ رانچیف کا مجھڈا اجر گا۔ ان وہ کار تم کہاں چاہتے ہو۔"

”وہ... کیوں نہ وہیں جہاں ہم ہیں۔“

”ٹھیک ہے خوار سے کہو کہ وہ اپنے چہرے میں صرف گھٹی اور اوپر کو چڑھی مونی پونچھوں کا اضافہ نہ کر لے۔ اس طرح وہ دور سے کمانڈر اپنی ہی معلوم ہوگا۔“

”اوہ۔۔۔ جی ہاں... قطعی۔ میں تصویر میں اسے کمانڈر اپنی ہی محسوس کر رہا ہوں۔“

”بس تیار ہو جاؤ آرٹڈ کار پینچ ہانے گی تم اسے نہایت اطمینان سے محل کے اندر لیتے جاؤ گے کوئی جی جارح نہ ہوگا۔ لیکن دیکھو کار پر کمانڈر اپنی کا جھنڈا ضرور موجود رہے اور نواب مشکوکار باہر لانے کے لئے جو تہہ بہہ مناسب ہو اختیار کرنا۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔“

”اس اعتماد کے لئے میں شکریہ ادا ہوں خائب۔“
”بس“ عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور دوبارہ کسی کے زبردست مل کرنے لگا۔

”ہیو۔ کنزل قنشا۔ ایکس ٹو پڑ۔۔۔ اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔“
”ایک آرٹڈ کار چاہیے۔ جس پر کمانڈر اپنی کا جھنڈا موجود ہو۔ یہ کار بیل رڈ کے کمانڈر پر پہنچی چاہیے۔ جی ہاں شکریہ۔ پچیس منٹ کے اندر۔۔۔۔۔ بہت بہت شکریہ۔“

عمران سلسلہ منقطع کر کے پھر اس خبر سے میں آگیا جہاں کیپٹن فیاض اس کا منتظر تھا۔

اس نے چاہے شروع کر دی تھی اور کچھ اس انداز میں پی۔ اے تھا بھیجے جانے والی میں چاہے کہ سب سے عمران کا خون رہا ہوا درمیان قریب ہی

کھڑا ہو اسے تیار ہوا تھا کہ کیا اس فلیٹ میں رات کو کھجور کی فوج کس طرح بیٹھا کر قی ہے۔

عمران کے بھی بیٹھ کر چاہے اٹھ بیٹھان اسے دیکھتے ہی کھٹک گیا شاید وہ اسی سے یہاں موجود تھا کہ فیاض کو باتوں میں لگائے رہے۔

”اچھا فیاض! عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔“ میں اب یہ کیل ختم کرنے جا رہا ہوں۔ کیا تم اس کا ڈراپ سین دیکھنا پسند کرو گے۔“

”تم کون ہو تم کو کیوں ختم یا شروع کر سہہ والے۔ یہ معاملہ...“
”عمران! تم میں اس پر انوس نہ ہونا چاہیے کہ سرکاری ملک غور سے یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ انوس کر کے کو گے جو کیا۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم لوگ اپنی حدود سے قدم نہیں نکالتے۔“

”تم ہمیشہ سرکاری انوس کے معاملات میں دخل انداز ہوتے رہتے ہو۔ یقین جانو کہ کسی دن تمیں اس کے لئے جھگڑنا پڑے گا۔“

”اچھا کیپٹن فیاض میں کیل ختم نہیں کروں گا۔“
”تم جہنم میں جاؤ۔“ فیاض اٹھ گیا۔

عمران نے اس بار اسے ٹھیکے کو نہیں کہا۔ لیکن یہ ضرور کہا کہ وہ اس وقت حقیقتاً اس کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

”شکریہ! فیاض! سائنس ہانک بولا۔“ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔“

چہرہ تیزی سے باہر نکل گیا عمران کو اس کے اس رویے پر حیرت تھی وہ حقیقتاً اس وقت اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا اور شاید اس کے فوں کے مدد کیل جی آج ہی ختم ہو جاتا۔ اس وقت کمانڈر کیل کی ہانک

سے باریک رگ بھی عمران کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ اس نے عمران کی حیثیت سے بھی بہت کچھ دیکھا تھا اور سیاسی لیڈر ٹھنڈے آزاد کی حیثیت سے بھی۔ بس بھری موتی کڑیوں کو بیکار کرنا باقی رہ گیا تھا۔ وہ اس وقت ہو گیا۔ یہ رات اور اس میں نمودار پذیر ہونے والے واقعات بہت اہم تھے۔ وہ چائے ختم ہو سکے پھر اسی گھر سے میں ملا گیا۔ جہاں پریوینٹ فون تھا۔

کیپٹن فیاض بھی تراگھاڑی نہیں تھا اسے یقین تھا کہ عمران کو جو کچھ بھی کرنا ہے آج ہی کر لے گا۔ پھر عمران سے گفتگو کرنے کے بعد اس کے اس خیال کی تائید بھی ہو گئی تھی۔ منجھوہ بھی یہ جانتا تھا کہ عمران خود اس کی وال ہر نہ لگنے دے گا بلکہ اسے انگلیوں پر نہ پھانسا دے گا اپنا اوسیدہ ہار کے راستے لے گا۔ پہلے بھی کئی بار وہ ایسی ہی حرکتیں کر چکا تھا۔

لہذا آج کیپٹن فیاض نے اپنا اوسیدہ ہار کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ وہ عمران کے فلیٹ سے نکل کر اس کا میں آ بیٹھا، جو فلیٹ سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑی تھی۔ فلیٹ کو پشت و لی گلی میں اس کا ایک ماتحت انسپکٹر زادہ موجود تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ اسی کار میں بیٹھا باادرا کار وہیں کھڑی رہی۔

پھر بیک کار میں گئے ہوسٹ ٹرانسپورٹ سے آواز آنے لگی یہ میں اس کا تعاقب کر رہا تھا جناب وہ موٹر سائیکل پر ہے اور اس وقت ہم دونوں حادہ روڈ سے گزر رہے ہیں۔

فیاض نے کار اشارت کر کے آگے بڑھا لی۔ ٹرانسپورٹ سے برابر آواز رہی تھی یہ ہم حادہ روڈ ہی پر جا رہے ہیں۔ آپ فلو روڈ کے چرماے سے نزدیک اسٹریٹ میں مڑ جائے۔

فیاض اس وقت مورہ روڈ کے چوراہے سے قریب ہی تھا۔ اس نے اپنی کار یہی اسٹریٹ میں موڑ دی۔ ٹرانسپورٹ سے آواز ماری تھی تم سیدھے جا رہے ہیں۔ اور... دیکھو وہ کینٹن اسٹریٹ میں مڑ گیا۔ جلدی کیے جناب..."

"میں یہی اسٹریٹ سے حاضر روڈ پر نکل آیا ہوں۔ تم نکل کر دو۔" فیاض نے کہا۔

"بہت بہتر جناب۔ ابھی ہم کینٹن اسٹریٹ ہی میں ہیں۔ ارے... وہ ایک پسلی لگی میں مڑ گیا۔ اب بتائیے میں آپ کو کیسے راستہ بتاؤں۔ میں بھی کسی گل میں مڑ رہا ہوں یہاں کسی گلیاں ہیں۔ پتہ نہیں ہم دونوں کس گلی میں مڑے ہیں؟"

"تم گھسے ہو؟ فیاض جھلا کر بچھا۔ وہ تمہیں بتا دیا۔ اب بے تہیسی تعجب کو نے کاہلی سیدھے نہیں ہے۔ وہ شخص یہ معلوم کرنے کے لئے گلیوں میں مڑ رہا ہے کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا جا رہا؟"

"نہج۔ جی ہاں۔" دوسری طرف سے مردہ سی آواز میں کہا گیا۔ پھر ایک کہلایا۔ ہم پھر روک پڑ گئے۔ یہ گزیرتم روڈ ہے۔ اور موٹر بیکل ایک عمارت کے پچاؤ میں مڑ گئی ہے۔ ارے یہ تو شہاب فکری کی کوٹھی ہے؟"

"اچھا۔ اچھا اب تم ہامری ٹھہرنا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران ہی تھا؟"

"جی ہاں۔ ہم۔ مگر میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔ وہ اور کوٹا اور فلٹ بریٹ میں تھا۔ فلٹ بریٹ چہرے پر بھی ہوتی تھی اور کوٹ کے کار

نئے ہونے تھے۔ وہ ان ہی کے فلیٹ سے برآمد ہوا تھا جناب؟"

"خیر میں دیکھوں گا۔ وہ میں ٹھہروں؟"

فیاض نے کار کی رفتار کم کر دی۔ مگر وہ اب بھی اپنے ماتحت پر دانت میں رہا تھا۔ بعد ہی وہ گریٹر روڈ پر پہنچ گیا۔ اسے دوسری کار شہاب فکری کی کوٹھی سے کچھ دھڑکنے پر نظر آئی۔ فیاض اپنی کار بھی دوسری تیار چلیا۔

"وہ اندری ہے جناب۔" انسپکٹر زاہد اس کی کار کے قریب آکر بولا۔

فیاض کار سے اتر آیا تھا۔

"یہ تھاب نکروں کی کوٹھی ہے۔ مگر یہاں کن ہو گا۔ میں نے کتنا تھا کہ اس کے اعتراف اسے کہیں اور لے گئے ہیں؟"

"نہیں جناب وہ چاروں پاگل شری میں ہیں۔ میں پتہ بھی آپ سے عرض کر چکا ہوں؟"

"کبھی نہیں بتایا۔ تم جو ملے ہو۔ فیاض کو غصہ آ گیا۔ "میں نے تو ان لوگوں کو تھاب کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی۔ یہاں کتنے آدمی رستے میں؟"

"صرف شہاب اور اس کا جانی۔ دو ملازم ہیں۔ شہاب کا جانی اس کی دیکھ جال کے لئے آیا ہے۔ اور پتہ صرف شہاب تھا۔ بہت تھا؟"

"آؤست فیاض کو کٹی کی طرف بڑھتا ہوا بڑھایا۔ "پتہ نہیں وہاں کیا کر لے آیا ہے؟"

کچاؤ میں اندھیرا تھا۔ اور اس طرف کی داری کھلی تھی، ایک

پڑی تھیں۔ وہ بائیں بازو کی طرف نکل آئے۔ یہاں بھی ادمیرا تھا۔ مگر ایک جتنی کھڑکی میں انہیں روشنی نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے اس کی طرف بڑھے مگر وہ بلے آواز چل رہے تھے۔

یہ ایک بڑے کمرے کی کھڑکی تھی۔ کمرے میں دو آدمی نظر آئے۔ ان میں سے ایک آدمی اپنے سامنے بوتل اور سوڈے کا ساغون رکھے شراب پی رہا تھا اور دوسرا آدمی خاموش بیٹھ تھا۔ دوسرے آدمی کو چپے تختے میں انہیں دشواری نہیں ہوئی۔ یہ شیرازہ آواز تھا۔ کیپٹن فیاض اسے استغاثہ پارٹی کے کسی جلسوں میں دیکھ چکا تھا۔

”دوسرا کون ہے؟“ فیاض نے آہستہ سے پوچھا۔

”شہاب کا بھائی“

”تم اب اس کر رہے ہو میرے خلاف تو وہی ہے؟“

”کون؟“

”فیاض کچھ نہ بولا۔“

دفعتاً اندر سے شیرازہ آواز آنے لگا۔ اچھا اب میں چلوں گا صرف شہاب صاحب کی غیریت دریافت کرنے آیا تھا۔

”یہ بہت بڑی بات ہے شہزادہ کہ آپ چپے نہیں میں کچھ دیر تو اور بیٹھنے صاحب اہل گرام کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید اب وہ کسی جیسے انداز نہ برتیں۔ ویسے ان کے صاف جی تو بہت اطمینان دلا رہے ہیں۔“

”جو سنا ہے کہ وہ اچھے ہی ہوں ہمیں۔ کیا میں اوپر جا کر انہیں دیکھ سکتا ہوں؟“

”نہیں انہیں نہ بھیجیے شہزادہ۔۔۔“

”اور اگر وہ قتل کر دے گئے ہوں تو۔۔۔“

”کیا مطلب؟“ وہ چمک پڑا۔ اور ٹھیک اسی وقت ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ وہ بائیں جانب والے دروازے سے آیا تھا۔ فیاض اس پر نظر پڑتے ہی بڑی طرح چمکا آنے والے کی آنکھوں پر سیاہ شیشوں کی ٹینک تھی مگر فیاض تو عدت اس لئے چمکا تھا کہ اس کی ڈاڑھی کنگ جارجی فریڈ کے کی سی تھی۔

”آپ کی تعریف“ شیرازہ آزاد نے پوچھا۔

”میری تعریف“ اس نے والا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا مسکرایا ”میرا خیال ہے کہ آپ ایک بار مجھ سے مل چکے ہیں۔ شہزادہ“

”اسے آپ دے؟“ آواز دہلانا کے سے آواز میں بولا۔ اور فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ اس بار عمران نے اپنے مخصوص اہتمام لیے ہیں یہ جملہ ادا کیا تھا۔

”خبردار چپ چاپ کھڑے رہنا؟“ فیاض نے آہستہ سے کہا ”آج میں اس کی محاسبات سے دیکھتا ہوں ویسے اب یہ دونوں بچے کونساں جاتے گئے۔ کیا تم ڈاڑھی والے کو پہچانتے ہو؟“

”نہیں“ انہی کو ناہادی نے جواب دیا۔

”یہ تو اب شکور ہے اور دوسرا وہی غیر ملکی جاسوس ہو سکتا ہے۔ جس کا قاتل حرمے تک میرے پاس رہا ہے۔ میں نے حد بار اس کی تصویر دیکھی ہے مگر پہلے نظر میں نہیں پہچان سکا تھا۔“

اندرا ڈاڑھی والا عمران نے کہہ دیا تھا ”کیا تم میرے خلاف کوئی

حبیب میں رکھ لیجئے۔ جہاں آپ کی ضرورت نہ ہو وہاں آپ کی موجودگی یقیناً غریب گذرے گی۔

میری حال انہیں نامہ ہی کا ہوا۔۔۔ دونوں کے ہاتھوں سے ریلوے میں لئے گئے۔

”یہ میکرٹ سروس لاکھیں ہے۔ کیپٹن فیاض۔ ویسے اگر تم سوٹ مٹا سنا دیکھنا چاہو تو چپ چاپ کھڑے رہو۔ ہم نے آج کی رات عمران دی گئی کوکڑے پر حاصل کیا ہے۔“

فیاض ان دونوں کی طرف مڑا۔ کھڑکی سے آنے والی روشنی ان پر پڑ رہی تھی۔ وہ دونوں فوجی لباس میں تھے لیکن ان کے چہرے سیاہ نقابوں میں چھپے ہوئے تھے۔

ٹینک والا ریلوے کا رخ عمران کی طرف کئے ہوئے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ اچانک ایک باوردی نقاب پوش دروازے میں نظر آیا۔ اور اس نے اس زور کی بات ٹینک والے کی گھر پر رسید کی کہ وہ اچھل کر اس آدمی پر جا پڑا جو کچھ دیر پہلے یہاں بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

دروازہ اڑھائی والا دیوار سے ٹکرا کھڑا زمین حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ دونوں اٹھ کر عمران پر ٹوٹ پڑے۔ عمران کے ہاتھ میں ڈاکٹنگ اسٹک تھی۔ اس کی ہین منب شرابی کے سر پر پڑی۔ اور وہ کسی تباہ درخت کی طرح دھبی ڈھیر ہو گیا۔

ڈاکٹر جی واہرگ گیا تھا۔ اب اس کی آنکھوں پر میٹک بھی نہیں تھی۔ ”لہا پلٹ بیٹا نے والے اسی طرح گڑھے میں گرے ہیں مسٹر تشاب فکری۔“ عمران نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ ”نواب شکر اب بھی صدمہ میں۔ لیکن استقلال پارٹی کا بیڑہ ہمیشہ کے لئے غرق ہو گیا۔“

اتنے میں چار نقاب پوش کپڑے بیاض اور انیس کھڑا مادی کو اندر مارتے۔
 "ہنر — سرپر: بیاض" عمران چمک کر بولا۔ میں تم سے کہنا نہیں تھا
 کہ آج مات کو میں کیل ختم کر دوں گا۔ میں چاہتا تھا کہ ڈراپ سین تم اپنی آنکھوں
 سے دیکھ لو۔ لہذا تم یہاں موجود ہو۔
 "مگر تم نے جو کچھ بھی کیا ہے، یہ شریف آدمیوں کے لئے کیا ہے۔" عمران
 نے نقاب پوشوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اور یہ شریف آدمی براہ راست
 ٹھکانہ خارجہ کو جا رہے ہیں۔
 بیاض کچھ نہ بولا۔ وہ ان دونوں ڈرامی والوں کو تیر نظروں سے دیکھ
 رہا تھا۔

"شباب نکوی کے چہرے سے ڈرامی الگ کر دو" عمران نے کہا
 اور ایک نقاب پوش نے اس کے بڑھ کر اس کی ڈرامی پر ہاتھ ڈالنا چاہا لیکن
 دوسرے ہی لمحے میں وہ زمین پر تھا۔ شباب نکوی نے بجلی کی سی سرعت
 سے اسے اپنی پست پر لا کر نیچے تلخ دیا۔ پھر اس نے دروازے کی
 طرف چلنا ہی لگا لی۔ لیکن دروازے پر تو تینوں نقاب پوش اسے کھڑے
 تھے۔ شباب نکوی درباری سی دیر میں بے بس ہو گیا اور اس کی مسند علی
 ڈرامی نوح ڈالی گئی۔

"آپ کٹر شریف رکھیے نقاب صاحب" عمران نے نقاب مشکور
 سے کہا۔

"یہ صاب کیا ہے؟" نقاب مشکور نے بھرائی ہوئی آواز میں
 پوچھا۔

"یہ صاب آپ کی موت کا سامان ہے۔۔۔ کیا آپ نے مجھے نہیں
 سنا؟
 "تم شاید غصہ کرنا دہو۔ میں نے کسی اخبار میں تمہارا تصویر دیکھا
 تھی۔
 "میں نے چودیا چڑے کی کافی نظم کرنے کی کوشش کی تھی۔ نقاب صاحب
 مگر ڈرامی کے بیڑ گاڑی نہیں چل سکی۔ لہذا یہ مختصر سی۔۔۔ ملی ماں قران
 اپنی ڈرامی پر ہاتھ پڑنے لگا۔
 "اوہ۔ مشعل عمران؟" نقاب مشکور کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں
 شباب کسی پر بیٹھا ڈنپ رہا تھا۔

"ماں۔ نقاب مشکور۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ پستے میں نے ایک غلط راہ اختیار
 کی تھی۔ میں نے نہیں اختیار کی تھی بلکہ مجھے غلط راہ پر ڈال گیا تھا۔ شاید میں غلط
 راہ پر نہ چڑھا اگر آپ کی شخصیت اتنی پراسرار نہ ہوتی۔ میں نے آپ کو
 پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ کے متعلق بعض حیرت انگیز باتیں اکثر سنی
 تھیں۔ لیکن آپ یقین کیجئے کہ جب تک۔۔۔ آؤ۔۔۔ ٹھہریے، شاید۔۔۔
 وہ آگئی ہے۔ آپ حضرات بلاہ کرم دوسرے کمرے میں پہلے جایئے بعد ہی
 کیجئے، اور تم شباب خاموشی سے بیٹھے رہو گے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں کیسا
 آدمی ہوں اگر تم سبھی گئے تو مجھے ذرا برا پر واہ نہ ہوگی۔"

نقاب پوش بقیہ لوگوں سمیت وائیں جانب واسلہ دروازے سے
 نکل گئے۔۔۔ قدموں کی آوازیں قریب جرتی جا رہی تھیں۔ پھر تہینہ
 کمرے میں داخل ہوئی۔

اور وہ ہاتھ ہلکے دھاڑا۔ "ارے کیا تم بھی کسی پاگل کئے کا شکار ہو گئی ہو؟"

شاید عمران کا خیال درست تھا۔ وہ حقیقتاً ہوش میں نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اس نے دوسرا فائر کر دیا۔ اور شہاب کے حلق سے ایک کرپڑ سی چیخ نکلی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ راکھڑا ہوا سرخ پر ڈھیر ہو گیا۔

اتنے میں عمران کی داگنگ اسٹیک تھینک کی کلائی پر پڑی اور ہتھول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا۔

شہاب فرش پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر ہتھول اٹھا لے ہوئے کہا: "شہاب تم مر گئے نہیں اطمینان رکھو کیونکہ گولی شاید تمہاری ران میں لگی ہے؟"

تھینک کسی بھڑکی شیرنی کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑی۔

"ارے بچاؤ۔۔۔" عمران حلق پھاڑ کر دھاڑا۔ اور دو نقاب پوش دھڑے ہوتے کمرے میں گھس آئے۔ لیکن یہ منسلک خیر سپریشن الیک کی دلچسپی کا باعث بن گئی اور انہوں نے دور ہی سے ہنسنا شروع کر دیا۔ عمران تھینک کے حملوں سے بچنے کے لئے ڈری ڈری سی آوازیں نکالتا ہوا سارے کمرے میں چکراتا پھرتا تھا اور تھینک کے حلق سے گایوں کا ملوان امنڈ رہا تھا۔

چھر کچھ دیر بعد وہ بھی چپکا کر گری اور بے ہوش ہو گئی۔

"بائش — یہ سنا گیا۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "کیا تمہیں

شکست ہو گئی؟" وہ صرف وہی تھے۔ انہیں قایل نہیں کر لیا گیا ہے؟ نقاب پوش

نے کہا۔

عمران کچھ سوچنے لگا۔

.....

اس کے خدو حاتمے۔ نواب محمد بے داغ ثانیہ ہوتے ہیں۔ ایک غیر ملکی جاسوسوں
کا گروہ عرصے سے یہاں سرگرم عمل تھا اور یہاں اس کی موجودگی کا صرف ہی مقصد تھا
کہ موجودہ حکومت کا تختہ الٹ کر استقلال پارٹی کو برسرِ اقتدار لایا جائے شہاب
نوری جس نے پانچ سو لاکھ جمع رکھا تھا۔ دراصل اس گروہ کا سرخند تھا۔

لوگ مزید تضحیلات کے لئے بے چین تھے۔ لیکن ابھی تک اس سلسلے میں
کوئی واضح اعلان نہیں کیا گیا تھا۔

عمران کراہ فرصت ہی فرصت تھی۔ اور کیپٹن فیاض تو آج کل اس پر
بڑی طرح شہر ہورہا تھا کیونکہ اس بادشاہ نے اس کا حصہ لکھنے میں فیاضی
سے کام لیا تھا۔ سیکریٹ مرس دالوں کے ساتھ ہی ساتھ کیپٹن فیاض کی شان
میں بھی اخبارات نے کافی تعصید خوانی کر دی تھی۔ لیکن اگر عمرانی یہ نہ چاہتا تو شاید
کیپٹن فیاض کا کوئی نام بھی نہ تھا۔ بہر حال آج کل وہ عمران سے بے حد خوش
تھا اور اپنا زیادہ تر وقت عمران کے فلیٹ میں ہی گزارتا تھا۔ لیکن اس وقت
تو اس کے فلیٹ میں نواب شکر بھی موجود تھا اور عمران کو برا تھا شاید ایک
بسی داسستان ہے نواب صاحب... جی آپ کا خیال درست ہے۔ وہ کہتے
ہیں کہ میں نے تین لاکھ روپے پر عمل کیا تھا۔ حقیقتاً تو ہریٹے سے اور ایک خاص قسم
کی ٹوائس عملہ کرنے پر مجبور کر دی تھی۔ شہاب کی کوئی سیل وہ بیال بھی کافی مقدار
میں بناد رہا ہے جس کی بوتلوں کو چھپنے پر مجبور کر دی تھی۔

یہ پاٹ حصن اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس سلسلے میں آپ بدنام کئے جا سکیں
لوگوں کو جو ان کو ان کے سلسلے میں آپ پر مہذب دل کرنے کے لئے تعیند استقلال
کی گئی تھی۔ اور بیٹے حصن آپ ہی کی ذات تھی جس میں میری رہنمائی کی۔
اگر میں صرف آپ کے متعلق چھان بین نہ کرتا تو میری رہنمائی ان غیر ملکی جاسوسوں

وہ رات آج بھی شہر والوں کو یاد تھی۔ حالانکہ وہ ہنگامے اب ختم ہو
چکے تھے۔ لیکن اسی رات کا ایک ایک واقعہ لوگوں کے دلوں پر نقش ہو گیا
تھا۔ عوام کس بڑی طرح جھلاتے ہوئے تھے اور گل کوچوں میں کتے مار کبیروں
کو پیچھڑتے پیر رہتے تھے۔ وہ منفر تو بڑا دانا تھا جب پھر سے ہوتے
لوگوں نے نواب شکر کے عمل پر عمل کیا تھا۔ تو جیوں کی رانگیں بھی انہیں
روکنے میں ناکام رہی تھیں اور عمل میں آگ لگا دی گئی تھی۔ حملہ آور مسلح
تھے اور وہ فوج کا حصار توڑ کر مل میں گتے ملے گتے تھے پھر انہوں نے بڑی
تباہی مچائی جو بھی سامنے پڑا اسے گوئی مار دی گئی۔ بڑی توڑ پھوڑ ہوئی تھی اور
اس کے بعد محل مشعلوں کی پیٹ میں گھرا ہوا نظر آئے گا تھا۔ گھاسی رات
کو عمران نے وہ کارنامہ سر انجام دیا تھا۔ جسے شاید آئندہ نہیں بھی یاد رکھیں دینیے
یہ اور بات ہے کہ کس نے اس کا نام تک نہ لیا ہو۔ اخبارات نے کیپٹن فیاض
اور محمد خاں جی کی سیکریٹ مرس کی شہرت کو کوششوں کو سراہا تھا اور یہ سب
کچھ عمران ہی کے ایما پر ہوا تھا۔ حکومت کی طرف سے صرف یہ اعلان ہوا تھا کہ
ایک بہت بڑی سازش کا انکشاف ہوا ہے اور وہ لوگ گرفتار کرنے گئے ہیں جو

ایک ہرگز نہ ہو سکتی تھی۔ جب میں نے آپ کے متعلق بہت زیادہ سچائی میں کی تو مجھے معلوم ہوا کہ موجودہ حکومت صرف آپ ہی کی ذات ہے۔ آپ ہی کی ذات موجودہ حکومت کو چلا رہی ہے۔ ساری پالیسیاں آپ ہی مرتب کرتے ہیں اور عوام کے منہب کئے ہوئے مانند سے ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور مجھے اس فحش کے دوران میں یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک بڑی طاقت آپ کے میں الاوامی رعایات کو بند نہیں کرتی اور چاہتی ہے کہ استقلال پارٹی کو سرسبز قرار دیا جاسے۔ پس اتنا معلوم ہوتا ہے خود بخود ساری گہری کھلی ہوئی گتیں۔ مجھے وہ سات یا د آتی ہیں کہ ان میں ایک کتا چمک پانچ ایک میز پر کھڑا تھا۔ اور میں اس کا تعاقب کرتا ہوا اس آدمی تک پہنچا تھا جس نے اس کتے کو ہلاک کیا تھا۔ وہ آدمی بھی چاہتا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جاسے۔ ہر حال ان حالات میں شخص وہی کرتا جو میں نے کیا۔ اسی دوران میں تینہ اپنے شہادت کا اظہار کرنے کی وجہ اس نے یہ بتائی تھی کہ وہ شہاب سے محبت کرتی ہے۔ ان لوگوں کو علم تھا کہ میں اکثر پولیس کے لئے کام کرتا رہتا ہوں۔ لہذا انہوں نے اس جاں کو چیلانے کے لئے اور حکمرانِ افراسیاب کے سرخشاہٹ کی پیشینہ فاض کو گھٹانے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ شہاب شاید پانچوں کے ڈھونڈ نہ پاتا اور شہابی یہ تھی کہ اس کے بغیر آپ کے خلاف پروپیگنڈا نہ ہو سکتا۔ کیونکہ وہ پچھلے دنوں اسے تینہ کے ورثہ کرنا تھا۔ جو ہر کسی دنا کے اپنے فتنے کی داستان بنا کر آپ کے خلاف اپنے شہادت کا اظہار کرتے مگر اس کے اچھے طبقے میں بیٹے ہی سے شہاب اور تینہ کے تعلقات کے بارے میں چھوٹکیاں ہوتی رہی تھیں۔ بھائی شہاب بعض اوقات اسی لئے آپ کے ایک آپ میں راکوتا تھا کہ فحش کرتے ہوں کو نظر داتے پر ڈالا جاسکے۔ ان لوگوں کی اسکیم کے مطابق استقلال پارٹی نے

حکام کی زیادہ سے زیادہ جہدیں حاصل کر لیں اور لوگ آپ کے دشمن بھی ہو گئے۔ شہاب اور اس کے ساتھی بھی چاہتے تھے کہ حکام ہی آپ کو ختم کر دیں اور اگر حکومت سختی کرے تو گے اور بنیاد میں کرا دی جاسے۔ اس طرح موجودہ حکومت کا تختہ الٹ کر ایک ایسی حکومت بنائی جاسے جس میں بڑی طاقت کے ہاتھوں میں کھڑی ہوتی۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ پانچ کتے عام آدمیوں پر بھی حملے کرنے لگے ہیں۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ پر ضرور واقعہ صاف کیا جائے گا۔ لہذا میں نے آپ کو مکمل سے نکالنے کا انتہام کیا۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ شہاب اور اس کے ساتھی یہ بھی جانتے تھے کہ میں ہی شیراز آباد ہوں۔ لیکن انہیں اس کا علم نہیں تھا کہ میں آپ کے پیچھے گئے تھے کہ مجھے خود انہیں کی نگر میں ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جس کتے نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ زہر لگائیں تھا۔ لیکن تھا وہ انہیں لوگوں کا بالو تھا۔ وہ نہ اسے ختم کیوں کر دیا گیا تھا۔ اگر وہ اسے ختم نہ کر دیتے تو شاید وہی کتا مجھے ان کی کمین گاہوں تک بھی پہنچا دیتا۔ مگر تو وہ لوگ دراصل اتنے پانڈر اس لئے تیل رہے تھے کہ آپ کے خلاف راستے ماسخر خراب کی جاسکے۔ رمال کا تفسیر میرے علم میں لا کر وہ مجھے باور کرا چاہتے تھے کہ وہ کتوں پر کس قسم کا نیا تجربہ تھا اور ظاہر ہے اس شہر میں نت نئے تجربات کرنے والا آپ کے علاوہ اور کون تھا۔

نواب شکور نے ایک طویل سانس لی اور عمران کی تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ عمران چمک لڑا۔ وہ غور سے دار سیال ایک عجیب و غریب ایجاد ہے جس کی ڈیڑھ گھنٹے اپنے حواس کو بیٹھے ہیں۔ ہر قسم کے کتوں پر اس سیال کی بویکس طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ پہلے میں یہ سمجھا تھا کہ شاید وہ بعض تربیت یافتہ کتوں ہی کے لئے مخصوص ہوگی۔ لیکن اب یہ خیالی

بولنا پڑا ہے۔

”کیوں“ نواب شکر نے سوال کیا۔

”کیونکہ عام آدمیوں میں سے مرث چند لوگ پاگل ہوتے ہیں۔ بقیہ بالکل عاقل ہیں۔ عاقل ہے پاگل ہو جانے والوں کو ان کے خصوصیتوں نے کاٹا ہو۔ ان وہ لوگ جو پاگل نہیں ہوتے تھے ان کے بیانات کالب لیا ب یہ تھا کہ ان بھوں نے راہ چلتے ہوئے اپنے لباس میں ایک عجیب قسم کی خوشبو محسوس کی تھی۔ جو سکتا ہے کہ کسی ایسے مقام پر ان کے لباس میں خوشبو لگائی گئی جو جہاں بیٹھ رہی ہو اور ان کا بیان ہے کہ حاکم کرنے والے سکتے دیسی ہی تھے۔ دیسے میں نے عام کتوں پر اس کا تجربہ کیا ہے“

”وہ تینوں لیڈر بھی“ نواب شکر کہہ سکتے تھے رک گیا۔

”میرا خیال ہے کہ ان کا کیس غلط نہیں ہے۔ وہ سب عجم پاگل ہو گئے ہیں“ نواب شکر کچھ نہ بولا۔ شاید وہ کوئی سوال مرتب کر رہا تھا۔

”بہر حال“ عمران کچھ دیر بعد بولا ”استقلال پارٹی کو ڈوب ہی گئی“

”اں۔ اں“ نواب شکر نے پھر ایک طویل سانس لی اور عجیب سے

چپک بک نکالی۔

پھر اس نے ایک چپک لکھ کر پھاٹا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”تیس ہزار“ عمران نے حیرت سے کہا ”مگر کیوں؟“ یہ کیوں؟

نہیں جناب مجھے افسوس ہے۔ میں نے یہ کام محکمہ خارجہ کے لئے کیا تھا

اور اس کا مقول معاوضہ وصول کر چکا ہوں۔ لہذا یہ رقم میرے لئے قطعاً ناجائز

ہو گی!

”یہ تو تمہیں لینے ہی پڑیں گے“

”نہیں جناب“ اس صورت میں تو آپ سے زبردستی ہی وصول کرتا۔ اگر آپ کے خلاف میں نے ثبوت فراہم کئے ہوتے یقین کچھ گویاں آپ سے ہندو ہزار وصول کئے بغیر آپ کو پولیس کے حوالے نہ کرتا۔ یہاں تک کہ آپ کو اپنے مجھے پہنچایا تھا“

”مجھے یاد ہے“ نواب شکر نے مسکرا کر کہا۔

”بس تو آپ جتنے میں اراے عمران دردناک آواز میں بولا۔

نواب شکر نے زبردستی چپک عمران کی جیب میں ٹھونس دیا۔

ختم شد